

رسالہ

۱۹۱۵ء

حیاتِ اردو

اردو ادب (نظم و نثر) کا ماہوار مرقع

ہر قتب

مزا اسحق بیگ

مفتاح امتیاز

دفتر انجمن حیات اردو واقع پرنس روڈ میرٹھ آباد

قیمت سالانہ ۱۰ روپے

چارلے

(۴۴)

فی پریچہ

پریچہ گزشتہ سال کے پرنس روڈ میرٹھ آباد چھاپا شائع کیا

کتابخانہ و قفسہ

کتابخانہ و قفسہ

امرت دہارا کی چھوٹی ششہٹی میں شفا خانہ بندہ سے

کیونکہ یہ ایسا دوائی تقریباً ان کل امراض کا گھروں میں بوڑھوں بچوں یا جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہے جس کی علاج پر اس معجزہ نما دوائے ہر قطر میں شفا بھری ہو لکھو کھا انسان جنہوں نے اس سے کئی فائدہ اٹھایا ہے اس کی تعریف میں ایک زبان ہیں۔

تقریباً ۳۳ ہزار نے

تو لکھ کر بھی اپنے دلی شکر یہ کا اظہار کر دیا ہے۔ ان لوگوں کی رائے یہ کہ یہ دوائی خالص نہیں مہنا چاہیگی۔ اس کے ہوتے ہوئے نہ ہر مرد واسطی مختلف ادویات کی ضرورت نہ اندرونی بیرونی کی ادویات کو علیحدہ علیحدہ خریدنے کی ضرورت سفر و حضر میں یہ ایسی دوائی تمام کام کا لیف سی ہے ہر اسی واسطے تو ہزار ہا شیشیاں سامو اربک جاتی ہیں اور امرت دہارا ڈاکٹرانہ خاص امرت دہار بھوں میں (جو کہ ۳ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار اس کے باہر بیچنے کی خاطر محکمہ ڈاکٹرانہ نے کھولا ہے۔ کسٹمی نے ساتھ واکمی سٹریک کا نام بھی امرت دہارا سٹریک قرار دیا ہے کئی سو نے چاندی کے تمے اس کا رخا نہ کو مل چکے ہیں۔ انہی باتوں سے بھی کہہ دے اشتہار بازاروں نے تعلیم بھی شروع کر دی ہیں ہمیشہ دہار کی جو اصل خریدو۔

قیمت بڑی شیشی ۹ نصف پیم نمونہ ۹

منہجہ امرت دھارا او شدا مالیہ۔ امرت دھارا بھول۔ امرت دہارا سٹریک۔ امرت دہارا ڈاکٹرانہ لاہور



حیات اردو

جلد ۳ | بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۰

فہرست مضامین رسالہ حیات اردو مراد آباد بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۸ء

مراد آباد میں حضور نظام دکن	صفحہ	حصہ نظم	صفحہ
کو مبارکباد دینے کا جلسہ	۲	ہزاروں اور ٹھکے لیکن دی رونق ہے کھل کی	۲۲
سید محمد علی حسنا کو بار لائبریری	۳	مشاعرہ الہ آباد	۳۰
کیٹر فیس رخصتی پارٹی	۴	مشاعرہ کلکتہ	۳۶
کلکتہ کا یادگار مشاعرہ	۵	مشاعرہ اٹاوا	۷۱
آئریل سرسندگی وفات پر	۶	کلام غیر طرح	۷۴
مسلم دارالمطالعہ میں تعزیتی ادب	۷	شریعت و طریقت نمود صاحب	
ساہو بنواری ٹال صاحب نیول کشر	۸	تصویر خیال	
مسلم دارالمطالعہ اور ڈسٹرکٹ	۹	اتنی سی بات کہ گنگا گار ہو گئے	۵۳
بوز ڈ مراد آباد	۱۰	اشتہارات	
شاندار مشاعرہ	۱۱	آئندہ ماہ کے لئے مصرع طرح	
معذرت	۱۲	ہر کمان میں راہ چلنے میں زیادہ تیرے	
انتقال ہر ملا	۱۳		

ملنے پر مبارکیا دی جلسہ

۱۰ فروری ۱۹۱۵ء کو باشندگان مراد آباد کا ایک عام جلسہ موتی باغ مراد آباد میں منعقد
 مسٹر معظم علی بیرسٹریٹ لاء مراد آباد منعقد ہوا جس میں بہ تحریک نیاز مند ایڈیٹر سالہ
 حیات اردو حسب ذیل مطلب کا رزلویشن بالاتفاق پاس ہوا۔
 " باشندگان مراد آباد کا یہ عام جلسہ گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے
 فرمانروائے حیدر آباد دکن کو نہ اگزالٹڈ مائینس کا خطاب مرحمت فرمایا اور درخواست
 کرتا ہے کہ وہ براہ مہربانی کسی موزون وقت پر حضور نظام دکن کو نہر مجسٹی کے خطاب
 سے معذور فرمایا جائے۔ اور یہ کہ یہ جلسہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی حضور میں تہ دل سے
 مبارکیا پیش کرتا ہے۔

تحریک مرزا اسحق بیگ ایڈیٹر سالہ حیات اردو مراد آباد
 موبید مسٹر چیمپی نراین کہنہ

اس رزلویشن کو بذریعہ تاریخ پرائیویٹ سکرٹری حضور نظام کی خدمت میں
 ارسال کر دیا گیا۔

ناظرین حیات اردو کی تقصیر طبع کے لیے حضور نظام کا تازہ کلام ذیل میں
 درج کرینگی عزت حاصل کیجاتی ہے۔

بقائے عصمت و عفت کا اک اسرار ہی پروردہ

(تازہ قلماء علامہ حضرت شمس الدین عظیمی روضہ شمس)

حقیقت میں اٹھا سکتی نہیں طاقت لی اسکو
 جو نادانی سے کہتے ہیں کہ پردہ ہو نہیں سکتا
 جو خورگے بجالی کے ہیں کچھ حاجت نہیں انکو
 بسر کرتے ہیں اپنی زندگی جو رہ کے پردہ میں
 نہ ہوں یا جو جوج اس کے درپے کہہ دو عثمان

بقائے عصمت عفت کا اک اسرار ہے پردہ
 حیا کہتی ہے یہ دل سے کہ کیا دشوار ہے پردہ
 ہر اک پردہ نشین کے واسطے درکار ہے پردہ
 جو بیچ پوچھو لوں کامونس و غنوار ہے پردہ
 نہ چاہا جائے گادہ آہنی دیوار ہے پردہ

سید محمد علی صاحب شن جج کی رخصتی پارٹی بار لائبریری کیط فسر

یوں تو سید محمد علی صاحب شن جج کی رخصتی پارٹیاں مراد آباد میں مختلف اصحاب
 کی طرف سے خوب ہوتی رہیں لیکن جو پارٹی بار لائبریری کی طرف سے سید صاحب
 کو دی گئی (گو اس میں ہم اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے شرکت کی عزت حاصل نہ کر سکے)
 بہت کچھ شاندار ہوئی۔ اس پارٹی میں ہمارے نہایت ہی محترم مخدوم جناب
 بابو لعل صاحب غالب وکیل مراد آباد نے ایک قصیدہ پڑھ کر سنایا تھا جسے
 ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اسکو دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

زالطاف تو پیدا دست جو د حاتم طائی
 بہر کار تو تالیف قلوب است علت نالی
 کرم ہائے تو مارا کرد دل دادہ و شیدائی
 بہر راعشہ رغوی ہائے گوناگوں لمبائی

بہ اخلاق تو پہاں راز اعجاز مسیحائی
 بہ ہر لفظ تو تسخیر خلائق از شر خانی
 بہ کلزیری دیار فاشائی نخل نوازشہا
 بہ زبان ہم اذیت معصوم کل بد و زانی

بہ جان سوزی خدا ترسی و دینداری و حقکاری
 بہ اجلاس تو از رعب جلالت سرنگوں ماند
 ز نشان ارفقت تکمیل اجلاس پیاں ماند
 اگر نوشیروان وقت گویندت روا باشد
 ندانم ارچہ باعث ترک سرویں نوشتارم
 بہ موئے اسود و قدسہی و چشم صہبائی
 مہ نوکشتی مے آورد زہرہ شود رقصاں
 ترا عزت نہ از سر و سبدے کہ خوبہ ذاتی
 ز رخ خود پرستی دور با اخلاق مہر آگین
 شکستہ خاطر اغیار از در و فراق تو
 کہم ختم ستایش برد عا و مختصر سازم
 رفیق دوستانت دولت اقبال و جم جانی

بہ صدق دل ہمی کوشی بہ راہ عدل پیائی
 سیر سرکش شوریدہ سر معزور نکیتائی
 کہ کیواں مے کند بر چرخ ہفتم جلوہ فرمائی
 عدالت بہ تو نازد تو بر اے عدل زیبائی
 کہ زیب گرترا گویم گل نگزار رعنائی
 بہ باغ حسن رشک سنبل و شمشاد و شہنائی
 بہ نزم شب نشینان چوں بساط عشرت آرائی
 سیر آرائے نزم عظمت و اجال آباہی
 نشاط خاطر احباب و قدر خویش افزائی
 چاں ماند دل احباب را صبر و شکیبائی
 کہ افضال تو بالا تر ز روح عقل و دانائی
 نصیب دشمنانت بکسی و بے سرد پائی

کلکتہ کا یادگار مشاعرہ

۲۳ مارچ گذشتہ کو بہ تقریب نور و نواب نصیر المملک مرزا شجاعت علی خاں
 بہادر قونصل دولت علیہ ایران کے دولت کردہ پر جناب محترم المیہ کے خواہش
 مانوس الدولہ بہادر کی طرف سے ایک نزم مشاعرہ منعقد ہوئی جس میں کلکتہ
 کے نامور شاعرانہ کلام نے شہرت حاصل کی

قصیدوں پر پچاس اور تیس روپیہ کے دو مختلف انعام ہی مقرر کئے گئے تھے
 چنانچہ بیرونجات سے بھی اکثر قصاید آئے تھے جو تنگی وقت کی وجہ سے سب
 نہ پڑے جاسکے۔ شعر خوانی شروع ہونے سے پہلے نواب نصیر الممالک بہادر
 صدر جلسہ نے نوروز کے متعلق ایک مختصر تقریر فرمائی اور چند اشعار وقت کی
 مناسبت سے ارشاد فرمائے۔ پھر قصیدہ خوانی شروع ہوئی جس کا سلسلہ
 شب کے گیارہ بجے تک رہا جتنے قصاید پڑھے گئے اوں میں مرزا ثاقب صاحب
 آغا شاعر صاحب۔ حکیم رعب صاحب۔ اور مولانا وحشت صاحب کے قصاید
 خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مقاصد کے بعد شاعر شروع ہوا۔ خوب خوب
 غزلیں ہوئیں۔ آغا شاعر صاحب کی غزل نے نہایت رنگ دیا۔ اوں سے اور
 مرزا ثاقب صاحب سے فرمایش کر کے غیر طرح غزلیں ہی اخیر میں پڑھوائی گئیں
 شب کے تین بجے یہ پُر لطف صحبت ختم ہوئی۔ اگرچہ کلکتہ میں مشاعرے اکثر
 ہوتے رہتے ہیں مگر یہ مشاعرہ اپنی نظیر آپ تھا۔

حیدر حسن نشاط

رسالہ حیات اردو کی آیندہ اشاعت میں یہ تمام غزلیات اور قصاید
 درج کئے جائیں گے
 ادیشیر

آنریبل ڈاکٹر سندرلعل حسنا انجہانی کی وفات پر مسلم دارالمطالعو مراد آباد میں

تعمینہ مجلس

بوقت شام بصدارت انریسل پنڈت رادھا لشن واس صاحب وکیل مراد آباد
منفقہ ہوا جس میں حسب ذیل رزولوشن پاس ہوئے۔

(۱) باشندگان مراد آباد انریسل سرسندر لعل صاحب کی وقار و جہت
آیات پر اپنا عمیق رنج و الم ظاہر کرتے ہوئے آنجہانی کی وفات کو ملک کے
لئے ناقابل تلافی نقصان سمجھتے ہیں۔

محرم جناب مولوی محمد عبدالسلام صاحب رئیس میونسپل کمشنر
موید بابوشانتی پرشاد صاحب وکیل

(۲) باشندگان مراد آباد آنجہانی کی غلین بیوہ لیڈی سرسندر لعل
اور ان کے بھائیوں پنڈت بلدیور رام و پنڈت کنہیا لعل صاحبان سے
اپنی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

محرم سرسندر معظم علی بیرسٹر
موید سرسندر کشمی نرائن وکیل۔

سکرٹری سلم دارالمطالعہ نے صدر صاحب اور حاضرین جلسہ کی تشریف آوری کا
شکریہ کیا اور جلسہ برخواست ہوا۔

ساہو نواری لعل صاحب میونسپل کمشنر

ہمارے مخصوص احباب یہ سن کر خوش ہو گئے کہ ہمارے کرمفراہ جناب ساہو نواری لعل

کبھی اپنا دوسرا مکان تعمیر فرمائیں گے تو بغیر میٹائی کے مطالبہ کے چھجہ نکالنے کی اجازت
 مجائے گی۔ ہم اپنے کرمفرما کو اس حصول ممبری پر مبارکباد کہتے ہوئے ایک
 قطعہ پیش کرتے ہیں۔

صدف کو ملاگو ہر بے بسا؛	یہ چرچے زمانے میں گہر گہر ہوئے
مبارک کہ اب سا ہو بنوار ملیل	میونسپل کمیٹی کے ممبر ہوئے

مسلم دارالمطالعہ اور ڈسٹرکٹ بورڈ مراد آباد

مہی خواہاں مسلم دارالمطالعہ مراد آباد ہوئے ہوئے کہ گزشتہ مہینوں میں سکرٹری
 مسلم دارالمطالعہ نے دیہ دیکھتے ہوئے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ مراد آباد برٹش انڈین ایسوسی ایشن
 سی ایشن مراد آباد کو ایک معقول امداد دیتا ہے (ڈسٹرکٹ بورڈ سے درخواست
 کی تھی کہ مسلم دارالمطالعہ مراد آباد کو برٹش انڈین ایسوسی ایشن مراد آباد کے
 مقاصد کے مطابق ہی اپنے مقاصد رکھتا ہے امداد دیجائے۔ درخواست ہذا پر
 پانچ ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ (دو ہندو اور تین مسلمان اور جس میں دو وائس چیرمین
 ڈسٹرکٹ بورڈ ہیں) نے سفارش کی تھی۔ نیز ان ممبران کے علاوہ ایک آنریبل
 دو خان بہادر ایک رائے بہادر اور کئی آنریری مجسٹریٹ صاحبان نے سفارش
 فرمائی تھی۔

مزید برآں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سکرٹری صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ جو ایک بہترین

لی خانہ پر ہی کرنا بانی ہے درخواست پیش ہو کر موجودہ ماہانہ امداد منظور ہو ہی جائیگی۔
لیکن یہی خواہاں مسلم دارالمطالعہ یہ معلوم کر کے متعجب ہو گئے کہ سکرٹری مسلم
دارالمطالعہ کو بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۱۵ء ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتر سے تحریری اطلاع
موصول ہوئی کہ اوسکی درخواست دربارہ عطاء امداد مسلم دارالمطالعہ بورڈ نے اپنے
اجلاس منعقدہ ۵ مارچ ۱۹۱۵ء میں نامنتور کر دی۔

ہم تلاشی تھے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے مسلم دارالمطالعہ صیغہ مخصوص علی انیسٹیشن
کو امداد دینے سے کن مناسب وجوہ کی بنا پر انکار کیا ہے۔ ہم شکور ہیں اپنے
مقامی ہمسفر اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے آرگن "ڈسٹرکٹ گزٹ" کے جس نے اپنی
۵ اپریل ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے اجلاس منعقدہ ۵ مارچ ۱۹۱۵ء
کی روئداد شائع کر کے سکرٹری مسلم دارالمطالعہ کی درخواست کی وجہ نامنتوری
اس طرح ظاہر کی ہے۔ "درخواست سکرٹری مسلم دارالمطالعہ
بدیں استدعا کہ ریڈنگ روم موسومہ دارالمطالعہ جو متصل جامع مسجد مراد آباد واسطے
فائدہ عام کے واقع ہے اوسکے اخراجات و ترقی کے لئے کچھ امداد منظور فرمائی جاوے
چونکہ ریڈنگ روم مذکور اندر حدود چنگی واقع ہے اسلئے یہ امداد ڈسٹرکٹ فنڈ سے
دیا جانا مناسب نہیں ہے۔

پیش ہو کر تجویز ہوئی کہ یہ امداد ڈسٹرکٹ بورڈ سے دی جانی مناسب نہیں
معلوم ہوتی۔

برٹش انڈین ایسوسی ایشن خوش قسمتی سے حدود چنگی سے صرف چند

مناسب معلوم ہوتا ہے

افسوس بانیان مسلم دارالمطالعہ سے چوک ہو گئی کہ انہوں نے مسلم دارالمطالعہ
کو شہر میں بالخصوص جامع مسجد کے متصل لب دریا قایم کر کے ہندوؤں اور مسلمانوں
کے لئے کیوں دلچسپ کر دیا۔ بہتر تھا کہ وہ اسے ہر تلہ یا مینا ہیر میں حدود یونیورسٹی
سے باہر قایم کرتے تاکہ ڈسٹرکٹ بورڈ چند روپیوں سے اس کی مدد تو کر دیتا۔
سمجھدار علم دوست طبقہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے اس عجیب فیصلہ پر ڈسٹرکٹ بورڈ
کو کسی طرح مبارکباد نہیں کہہ سکتا۔

لیکن یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے جو درحقیقت قابل غور ہے۔
ایک علمی انسٹیوشن کی امداد کے لئے درخواست کیجاتی ہے جس پر چند
ممبران بالخصوص ایک ہندو ایک مسلمان وائس چیرمین کی سفارش ہوتی
ہے ایک انریبل کئی خان بہادر راے بہادر اسکی تائید کرتے ہیں کسی نہ کسی طرح
سکرٹری صاحب بھی درخواست کی منظوری کے موید ہوتے ہیں سب ہی کچھ ہوتا
ہے مگر جب وہ درخواست ایک سرکاری چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ کے سامنے جاتی
ہے۔ ممبران بورڈ کے لبوں پر مہر سکوت لگ جاتی ہے آزاد خیال وائس چیرمین
خاموش ہو جاتا ہے اور مال کاریہ ہوتا ہے کہ درخواست ایک مہل سبب کیوجہ
سے نامنظور ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟

شاندار مشاعرہ

میر مجلس عالی جناب سید جواد حسین صاحب منصف مراد آباد فرماتے والے تھے
مگر افسوس ہے کہ ایک مخصوص وجہ سے تشریف نہ لاسکے لیکن ہمیں مسرت
ہے کہ اس نازک موقع پر جبکہ منتخب شدہ میر مجلس صاحب تشریف نہ لاسکے
تھے جناب بابو لعل صاحب غالب دکیل مراد آباد نے کارکنان انجمن کی دستگیری
فرما کر مشاعرہ کی میر مجلس قبول فرمائی۔

مشاعرہ میں بیرونی شائقین اور شعراء بالخصوص عالیجناب منشی واحد علی صاحب
ابر لکھنوی اور مولانا احمد علی صاحب شوق قدوائی نے تشریف لاکر کارکنان انجمن
کو یہ عرض کرنا موقع مرحمت فرمایا

ز قدر و قیمت سلطان نہ گشت چیزے کم

کلاہ گوشہ دہقان بہ آفتاب رسید

مجلس مشاعرہ ہر طرح بارونق تھی لیکن شائقین کی آنکھیں شمس العلماء

خان بہادر مولانا محمد یوسف صاحب نجمہ جعفری چیف مولوی بورڈ آف اگزامینرس مملکت

کو تلاش کر رہی تھیں جو افسوس ہے کہ اپنی مخصوص مصروفیتوں کی وجہ سے رونق

افروز مراد آباد نہوسکے تھے جس کا افسوس عام حاضرین کو رہا۔

مجلس مشاعرہ میں خوب خوب کلام حسب ذیل طرح

”ہماری چاہ کا آسن کو بت کو اختیار نہیں“

پر سنائے گئے۔ حضرت ابراہیم صاحب شوق نے کلام غیر طرح بھی سنایا

جس سے تمام حاضرین بہت کچھ محفوظ ہوئے۔ یہ تمام کلام آئندہ پرچہ میں

مجھے جو صدر نشینی کی آبرو بخشی
غلام ہوں مجھے تحصیل میں تو عار نہیں
دلیک ہے یہ گرانمایگی اہل سخن
یہ مری قدر نہیں یہ مرا وقار نہیں

خدا نگ ناز سے وہ قتل عام کرتے ہیں
اونہیں ضرورت شمشیر آبدار نہیں

معذرت

کئی ماہ سے معذرت کرتے کرتے ہم خود تھک گئے لیکن رسالہ کی اشاعت
میں گڑبڑ پیدا کرنے والے اسباب ناخواندہ مہمان آتے آتے نہ کھٹکے۔ بہر حال
اب تک جو ہونا تھا وہ ہوا اس پرچہ کو ماہ مارچ اور اپریل ۱۹۱۵ء دونوں کا سمجھ لیں
آئندہ ماہ مئی کا پرچہ اسکے بعد حاضر ہوگا اور انشاء اللہ وقت معینہ پر حاضر ہوتا رہیگا

انتقال پر طال

افسوس ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب مولوی مرزا طاہر بیگ صاحب
طاہر مراد آبادی کی زوجہ محترمہ کا بتاریخ ۲۴ اپریل ۱۹۱۵ء انتقال ہو گیا۔ ہمیں
اس حادثہ جاںکام میں جناب مولوی صاحب ممدوح سے دلی ہمدردی ہے

مجادلہ حسنہ - اس نام سے ۲۴ صفحہ کی کتاب ناظم انجمن تائید الاسلام

مراد آباد اور انجمن اشاعت الاسلام امر وہہ نے شائع کی ہے۔ اس مختصر کتاب میں امر وہہ کے اس مناظرہ کی کیفیت درج ہے جو جناب مولانا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مدرس اول مدرسہ امدادیہ مراد آباد اور بابو رام چندر صاحب دہلوی کے درمیان بمقام امر وہہ ہوا تھا۔ کتاب قابل دید ہے۔ مضامین کی خوبی لکھائی چھپائی بہی عمدہ ہے انجمن تائید الاسلام مراد آباد یا جناب حاجی ریاض الدین احمد صاحب ناظم انجمن اشاعت الاسلام امر وہہ سے ۲۰ روپے کے ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیے۔

گلزار عروض نام کا ایک ماہوار رسالہ چھاوٹی بنگلور سے زیر ترتیب

جناب ایم۔ اے۔ آرا جمل مالک و مہتمم رسالہ شائع ہوتا ہے رسالہ میں عمدہ عمدہ کلام چھاپا جاتا ہے۔ لکھائی چھپائی بہتر ہے۔ اس قسم کی تمام رسائل اردو کی ترقی کیلئے شائع کئے جاتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ خود ان کے مرتبین اپنے ناموں کے ساتھ ہی انگریزی حروف استعمال کرتے ہیں جو درحقیقت زبان اردو میں ایک بجا ٹھونس ٹھانس ہے رسالہ قابل دید ہے ۲۵۸ روپے کی اداری روڈ کر اس چھاوٹی بنگلور

طلب فرمائے قیمت سالانہ ۵ روپے

گلشن لائبریری - اس رسالہ پریم ریویو کر چکے ہیں۔ اب کی مرتبہ بہار نمبر نیا نشان کے ساتھ شائع ہوا ہے مضامین نظمیں غزلیات۔ ناول لطیفہ وغیرہ کا بہت عمدہ اضافہ کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے اپنی تصویر بھی لگائی ہے۔ رسالہ عمدہ ہے۔

ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی نفع ہر محفل کی

جناب منشی ظہور الحسن صاحب اظہر شاگرد رشید جناب بر باد و مراد آبادی

مچھ بھی کھینچ کر لیجائے یارب آرزو دل کی چلے جاتے ہیں اب سمتِ مدینہ قافلہ ساری یہ مانا سخنِ اقرب کہہ کے تم پردہ میں جا بیٹھو میں کب تک خاکِ اڑاؤں کفر کی لستی میں یا مولا شرعیات سے طریقت اور حقیقت سیرہ وحدت اٹھا دو پردہ غفلت اٹھو ہشیار ہو جاؤ جگر میں زخم ہیں داغِ محبت ہیں کلیجہ پر الہی دم اگر نکلے تو نکلے ان کے روضہ پر طفیل شافع محشر الہی آبرور کھنسا میں مداحِ شہنشاہِ دو عالم ایک ہوں اظہر	در پر نور پر امید بر آتی ہے سائل کی ہمارے حال پر روتی ہو حسرت پھوٹ کر دل کی ہمیں تو پڑ گئی سہنی مصیبت حدِ فاصل کی یہ کیوں بہاؤ ہو مٹی بتاؤ تو مری گل کی وہی اچھا ہو جس نے طوطے منزلِ منزل کی خبر تارِ نفس دیتا ہے ہر دم اپنی منزل کی کسی پر شفیق ہو کر یہ دولت میں حاصل کی تمنا ہو یہ میری یہی ہے آرزو دل کی بہت مشکل سے کٹی ہے مصیبت پہلی منزل کی حقیقت کیا مرے آگے بہلا سببانِ وائل کی
--	---

جناب محب اختر حسین صاحب اختر تلمیذ جناب ڈاکٹر شوکت حسین صاحب

نہ دیکھی آج تک چلتی ہوئی شمشیرِ تل کی تجھے کیونکر سنائیں ہم شبِ فرقت کی بیتیابی یہ حسرت ہو شہیدِ ناز کہلاؤں قیامت میں	اسی حسرت میں ہم تو مرے دلیں ہی دل کی تجھے کیونکر دکھائیں او شکرِ حالتیں دل کی الہی آبرو بالار ہے بازوئے قاتل کی
---	---

وہ فرماتے ہیں اختر میں نے ملنے کو جو پسوایا

اجتا کر چکے رو رو کے جب تکفین بسبل کی
ہوئی پوری ہزاروں دشمنوں کی آرزو دلی

کلیجہ پیٹ کر صلوات میت سب نے حاصل کی
کفن میں رکھ کے سب بولے عروس تیغ قاتل کی

مبارک پہلی شب دولہ دہن کو پہلی منزل کی

یہ کہہ کر دادی غربت میں جان ناتواں ملکی
ہوئی اب شام مشکل بھی ہوئی آساں مشکل کی

اتھیں کیسے سفر میں سختیاں طوق و سلاسل کی
شکستہ پا کر ٹوٹی ہے بہت پست ہو دل کی

کروں جادہ شناسی کیا رہ غم تیری منزل کی

دم دعوئے خون محشر میں برپا تھا نیا محشر
بگاڑی بات میری خود ہی زخم تن نہ ہنس کر

لہور و تاتھامیری بکسی پر دیدہ رنج
مری عرضی قیامت میں ہوئی جب داخل دفتر

زباں اک ہاتھ چھاتی پڑھ گئی دو ہاتھ قاتل کی

اسی بحر فتنے ناخداؤں کو کنارہ ہے
جباہوں نے اسی کے گھاٹ پہ سر اپنا پھوڑا ہے

ہزاروں آشناؤں کا اسی میں غرق ہوا ہے
ہمارا کاروانِ دل اسی تلزم میں ڈوبا ہے

تراچاہِ ذقن بھی شاخ ہوا اک چاہِ بابل کی

ادھر لکیتی میں بڑا دھردشوار ہے جینا
نہ یہ جائے نہ وہ جائے لہو دونوں طرف پینا

وہاں بھی دل میں ہو کینہ یہاں بھی نہیں ہو کینا
بڑی ہو سکر دشمن کی بڑی ہو سکر آہنا

اے اپنے مقابل کی مجھے اپنے مہتابل کی

مے گھرا لچی پیغام لیکے جو بھی آتے ہیں
اگر جاتا ہو خط میرا تو وہ پرزے اڑتے ہیں

بٹھاتا ہوں تو ظالم دور سے آنکھیں دکھاتی ہیں
وہاں دشمن کے روزانہ لفافے بند جاتے ہیں

یہاں پڑھتی ہو خود اپنا لفافہ بکسی دل کی

ہاں اس خیر سے بے رشتہ ہوئے
ہاں اس کشتی سے بے نکل ہوئے

جوانی کا نشہ ہوا ورنہ ہیں آہستے جو بن کے	اگر کھولوں ہوں منہ اپنا تو ہیں سامانِ دین کے
کھلائیں یا خدا تازہ شگوفے خار گلشن کے	چنیں کلیاں جو وہ غنچہ دہن باغوں سے دشمن کے

الہی برقِ غم بن جائے یہ تنگی مرے دل کی

ہوئے صبح خشکی توڑتی ہے پسلیاں میری	کنارہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے جہاں ناتواں میری
کہہ دے الیگا سیلاب مخالف ہڈیاں میری	کہاں ڈالیں لنگر کشتی عمر رواں میری

منو دیں تک بہادریں بحرِ غم نے اپنے ساحل کی

اسیری میں بھی یاد زلف و رخ نے راتوں ٹوٹا	مگر رشتہ نہ ان دو دشمنوں سے آج تک ٹوٹا
سنبھل پاسے جنوں تیرا نصیب دیکھ پھر پھوٹا	ابھی جوڑا کھلا ان کا ابھی زنداں سے میں پھوٹا

ابھی بیڑی کٹی پھر اب اٹھی وحشت سلسل کی

وہی بس جان سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دل پر ہوں	اسی ہر آن سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دل پر ہوں
وہی کچھ مان سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دل پر ہوں	وہی پہچان سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دل پر ہوں

نہ تم برباد ہو پوچھو کیا ہے کیفیت مرے دل کی

جناب منشی محمد حسین صاحب سحر شاگرد مولانا شباب مراد آبادی

ہوئی جاتی ہے حالت اور ابتر چارہ گردل کی	سو نگھا دے زلف ہی اس کو کسی نہ ہر شاکل کی
ہم ہی نے قتل گہ میں سرخرو کی تیغ قاتل کی	ہم ہی نے لذتِ شوق شہادتِ مشکوٰۃ حاصل کی
ہوئیں یوں روبرو چوٹیں مقابل سے مقابل کی	اوصروہ آئینہ روٹھا اوصہر تصویر تھئی دل کی
نہ ہو جب شمع محفل بزم میں پھر بزم ہی کیا ہے	جہاں میں صاحب محفل ہی سو رونق ہے محفل کی
نہ پہنچیں ان کے کانوں تک صدائیں شتابانہ	الہی کیا اثر اٹا دکھایا آہ نے دل کی

بہت سیرمدنی ہوئی جیسے سر پہ لکھا ہے
جناب سحر کی آٹھوں پھر اب تو دعا یہ ہے

رکھتے ہیں ہم جیسے سر پہ لکھا ہے
الہی آبرور کھنا بروز حشر قاتل کی

جناب منشی شایم لال صاحب بھل مراد آبادی (مذاق)

قسم کہا کر یہ کہتا ہوں ترے خسار کد تل کی
تہاڑی بیٹھے سو میریاں رونق ہو محفل کی
رو تم اک طرف ہو کر ملو دشمن سے یا مجھ سے
فراق یار میں دو دن سے حالت غیر ہے اپنی
کیا ہاتھوں سے نقشہ چاک پھینکا گھاس پر سر
اٹھو کھیلو منسو بولو کرو اٹھکھیلیاں باہم
نک پاشی کو لایا ہو نک اب اور بھی قاتل

ترے پیچھے سیاہی لگ رہی ہو روغن گل کی
جو تم اٹھ جاؤ گے حالت بری ہوگی سر دل کی
خوشی کرنا بہت مشکل ہو میری جان دو دل کی
ہنسی سنتا کوئی بھی داستان دل سے مر دل کی
جو آئی یاد صورت کھیت پر اس ماہ کامل کی
کبیدہ کیوں ہو صورت دیکھ کر مد مقابل کی
کہ ہو جس سے ترقی پر ترقی زخم بھل کی

جناب ملا محمد حسین صاحب ثریا شاگر حضرت شباب لسان الہند

فلک پر قوس کو دکھا تو مجنوں خلق سے بولا
لڑا کو بزم میں آنکھیں چراتے ہونگا ہیں کیوں
جو تم اپنی خوشی سے آکے بیٹھے ہو مری بریں
جل کر کو تھام کر ترپے پڑھا حظ کو مرے جسم
غزل لکھی چمکتی فیض ہے لسان کا بیشک

یہ کیسی گوٹ ہو دیکھو مری لیلی کے محل کی
یہ لڑتی ہیں تو لڑنے دو لڑائی ہے مقابل کی
یہی ہے دیکھ لو تاثیر میرے جذبہ دل کی
لکھی تھی میں نے حالت خوب اپنی مضطرب لگی
ثریا روشنی اس طبع روشن سے یہ حاصل کی

جناب مرزا احمد شاہ بیگ صاحب جوہر مراد آبادی یادگار تسلیم مرحوم

زبوں حالت ہوئی مریم سے زخم مرع بھل کی
نظر ملتی نہیں میری نظر سے آج قاتل کی

بدن میں آگئی جان دیکھ کر شمشیر قاتل کی
کماں پھر چڑھ گئی شاید کسی مد مقابل کی

شرار سنگ میں ہرگز نہیں یہ خوں کے قطر ہیں
جو دیکھی سخت جانی اور جھنجھلا کر دیا چسکا
چھنک سی گھونگرو کی جان آجاتی ہر مرد و نہیں
بہار آئی ہر مستو پھر گل گلشن ہے جو بن پر
رقیبوں میں شروعِ شام سے تا صبح پھرتا ہر
ترپتا ہوں بزرگ مرغِ بسمل عید کا دن ہے
شب وعدہ سرِ شام آگئی نیند اُن کے جو ہر

بتوں کو بھی تمہاری غم میں بیماری ہوئی سل کی
بگڑ جانے سے قاتل کے بن آئی مرغِ بسمل کی
صدائے صور گویا بن گئی پازیب قاتل کی
ہوئی ہے رنگ پاستی باغ میں خونِ عنادل کی
اڑائی ہر روش اُس مہر دشن نے ماہِ کامل کی
لیٹ جائے گلے سیار نکلے آرزو دل کی
نہ نکلیں خفتہ بختی سے تمنائیں مرے دل کی

جناب چودھری بابورام سرن صاحب رامی شاگرد مولانا شباب نسان الہند

خوش آئی زلف پر خم جبے اک بیرحم قاتل کی
نہ کھٹکا باغباں کا ہونہ کچھ صیاد کی دہشت
بنایا اُس بتِ عیار کو رام اپنا لے رامی

ضرورت مجھ کو بیڑی کی نہ حاجت ہر سلاسل کی
تو فصل گل میں ہوں سب تکلیفیں عنادل کی
بہت مشکل سے امید دلی اب ہم حاصل کی

جناب ڈاکٹر غلام سر صاحب سرور مراد آبادی

گلستاں میں وہ کیا فریاد سنئے ہیں عنادل کی
مرے قبضہ سی باہر ہو کے پہلو میں مچلتے ہیں
مے زہرہ جبینوں سے تولے دل پوچھ لے پہلے
گلِ مدفن کو روندے ہے کلاں مست صہبانے
نذمت زاہد ارندوں کے منہ پر یہ سمجھ لینا

ترپ جاویں اگر سن لیں کہانی حضرت دل کی
بڑی وحشت میں ایسی بقراری حضرت دل کی
اسیرانِ محبت سے مصیبت چاہ بابل کی
عجب کیا موشوں میں قدر ہو جاو مری گل کی
مٹا دیتا ہے ہستی دل جلا ہمزادِ عامل کی

جناب جلال الدین خان صاحب جلال مراد آبادی

غضب پر سخت جانی دیکھ کر قتل میں سہل کی
 ارادہ سے ہمارا بھی نکالیں حسرتیں دل کی
 یہی کہہ کہہ کے اُس ظالم نے سینہ چاک کر ڈالا
 یہ خون بے گناہی بھی کچھ ایسا رنگ لایا ہو
 بنا ہوں آج کل لذت کش درو دل آزاری
 چلا تھم تھم کے خنجر حلق پر رک رک کے دم نکلا
 ہو کر داغ جگر افسردہ پھر بھی گل سو بہتر میں
 وہ گل اس شان سے آیا چین کی سیر کو شوکت

گلے پر چلتے چلتے رک رہی شمشیر قاتل کی
 بڑی شہرت سنی ہے آج کل شمشیر قاتل کی
 نہ رہ جائیں کہیں دلیں کسی کی حسرتیں لکی
 قیامت میں نظر بھی ہوئی جاتی ہو قاتل کی
 ستاتی ہیں مجھے سو سو طرح سے حسرتیں دل کی
 مری دشواریوں نے خوب ہی آسان مشکل کی
 خزاں میں بھی وہی رونق ہو اتنا گلشن دل کی
 اڑائی بلبلوں نے قہقہے غنچوں نے کھل کھل کی

جناب قاضی حکیم مولوی احمد حسین صاحب شباب لسان الہند

خدا پر شکستہ سب حقیقت حق و باطل کی
 پہنچ کر عرش پر اللہ کے پیارے نے منزل کی
 لکھی نعت محمد کر لیا جنت کو گھر اپنا
 نکالی خوب حسرت جس نے وقت خرچ قاتل کی
 قدم اٹھنے نہیں پاتے دیار میں کیونکر
 حقیقی جلوۂ دیکھیں لڑیں شیخ و برہن کیوں
 ہوا بند آنا جانا جبکہ دونوں کا دبستان سے
 کیا حق نے مجھے ناحق بہت بے پیر کا عاشق
 خفا ہو باغباں صیاد ہو دشمن عدد و گنجین

نظر سے رائی رائی پر خبر ہو اسکو تل تل کی
 یہ پایا کس نے پایا ہے ریخت کس نے حاصل کی
 شباب شاد قسمت منزلت یہ خوب حاصل کی
 بڑی اللہ اکبر اس قدر بہت تھی سہل کی
 الہی راہ کیا دشوار ہے الفت کی منزل کی
 سب اک پل بھر میں کھلی ہو حقیقت حق و باطل کی
 تو مجنوں کے لئے یہی بہت تر پی بہت ہلکی
 جو مائل کی بھی تو میری طبیعت کس نے مائل کی
 چین میں کون سے پھر داؤد فرماؤ غنادل کی

میں وہ مجنوں ہوں لیلیٰ ہو مری آنکھوں پر پردہ
مشتاب اکثر جوابی میں ظرافت آ ہی جاتی ہو

نہ حاجت قصر کی اُس کو نہ کچھ پروا ہو محفل کی
نہ گھبراہٹ چالاک میں عادت ہو چیل کی

جناب محمد اسماعیل صاحب شاکر و جناب برباد و مراد آبادی

ذرا بھی بکھر کے جی صورت نہ دیکھی اپنے قاتل کی
تری اس شان بیکتائی کے صد کیوں عالم ہو
کہیں برق ستم ہنکر گری مجنوں کی ہستی پر
کوئی ہدم بھی اے صرصر جو اس کو کفنائے

تہ شمشیر بھی حسرت نہ نکلی ہائے سہل کی
ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہو محفل کی
کہیں لیلیٰ ادا بن کر چلی شمشیر قاتل کی
ستم ہو آج بے گور و کفن ہو نشی سہل کی

جناب حاجی محمد صدیق صاحب صدیق تلمیذ جناب جوہر

محبت ہو جو حضرت کے رخ زیبائش کی
تصور ہے مجھے دن رات اُس کی کمینیا کا
مقابل ہر شرب کی ضیاء میں ہوں معاوا
پکارے جائیگے محشر میں ہم مدح سراؤں میں
بروز محشر حق نے خلد میں داخل کیا ہم کو
نظر آجاتے ہیں صدیق دن میں مجھ کو سیار

گل فردوس کی صورت شگفتہ ہو کلی دلی
نظر کے سامنے ہر وقت ہو سورۃ منزل کی
یہ منہ چہر منور کا یہ صورت ماہ کامل کی
سہارے واسطی طیار حق نے خلد منزل کی
یہ دولت مدح حضرت کی بدلت ہنوا حاصل کی
صفت لکھتا ہوں جب میں اُس رخ پر نور کتل کی

جناب منشی سید آل احمد صاحب سوسوی تلمیذ جناب خورشید کھنوی

نہ ہم او ترک بیتابی سے اپنے نیم بسل کی
خبر پردے میں بھی تمکو ملی بیتابی دل کی
پس قتل اس طرح ظاہر ہوئی ہو بکسی میری
کہ ان زمانہ میں

نکلتی ہے تڑپتی ہی تڑپتے آرزو دل کی
مراتا نفس دیتا راہ پیغام لاسلکی
پکیتی ہے مذمت۔ آپ خنجر ہو کے قاتل کی
نہ

جلا یا آہ سوزاں نے بجھایا چشم گریاں نے
ضیا فگن ہو پتی کی طرح اویسی عشرت
جو دیکھا زمرشق ناز۔ ہنگام جفا کاری
بہر پ جاو گے سنگر اس جگہ کی جلوہ آرائی
مثال ماہ نو بڑھتی رہی دیدار کی حسرت
اُسی دستِ کرم کی ہر بیٹھی ہے مردل پر
غم شیر نے جنت میں پاک صاف پہنچایا

مٹادی آرزو دل کی دُہو دی ابرو دل کی
 بنا ہر حجابِ چشم تصور شکل محسوس کی
 گلے مل مل کے مجھ سے خوب کی تیغِ قاتل کی
 پسند آئی زمیں پر یوں کو کھاسی جیتا ہل کی
 تری فرقت نے الفت اور میر دل میں کال کی
 انکوٹھی جس نے بنگامِ عبادت نذر سائل کی
 نوشتِ فردِ عصیاں اے طربِ اشکوں کے زائل کی

جناب منشی احمد دراز خاں صاحب عاجز عطائی پوری تلمیذ جناب نوح

بھلا آسان پھر کیا خاک ہو گی مشکلیں دل کی
 ہمیں خوش آنہیں سکتی فضا و گلشنِ جنت
 لگا دو کاش تیری تیج براں گھاٹ پر قاتل
 ہمیشہ لگروں کے غم میں خونِ دل اگلتا ہوں
 دعائیں میں دیا کرتا ہوں ہر دم اپنے قاتل کو
 پیسا ہے جام وہ ہم نے محو عشق و محبت کا
 اٹھاؤ تو ذرا تم امتحان کے واسطے خبر
 ستم پر قہر ہے دو گز کھن بھی بار تھا ان پر
 نہ کچھ رنگیں بیانی ہے نہ کوئی بات اعجاز

کہ قاتل ہر ابھی نادان چھری ہو کند قاتل کی
 کچھ ایسی ہم نے نوٹی ہیں بہاریت ہی محفل کی
 ہے میری کشتی عمر رواں محتاج ساحل کی
 شبِ فرقت کو بیماری مجھے پیدا ہوئی سل کی
 کہ جس نے قتل گاہِ ناز میں آسان مشکل کی
 قیامت تک نہ جائیگی ہماری بخودی دل کی
 ابھی کھل جائیگی قلعی عدو کے زعمِ باطل کی
 سرِ قتل یونہی عریاں پڑی ہے لاشِ سہل کی
 طبیعت اس غزال سی شاد ہو کیا اہل محفل کی

جناب شیخ علی بخش صاحب علم شاگرد ابوالمیثاق بر باد مراد آبادی

اس کے لئے اس کے عمل کی

بسم الله الرحمن الرحيم

جناب احمد علی صاحب فلک

ادھر تو خوں بہانے کو کھینچی ہے تیغ قاتل کی سیرقتل سبھی ہیں سنگوں حالت پہ سہل کی شرعیت معرفت رکھی ہو گی لے دل نادان سحر تک افلاک ناکام رکھا اُس پر روش نے	ادھر مجرم کی گردن پر گھڑی آئی ہر شکل کی قیامت کیوں نہ برپا ہو کہلی باجھیں سب قاتل کی نظر پڑ جائیگی جسدِ مسمیٰ درویشِ کامل کی تمنا گوشتِ راحت بہت کو نشانِ ہی ل کی
---	--

جناب مشکور حسین صاحب فقیں رئیس میٹرو

یہی ہر آرزو دل میں یہی ہے آرزو دل کی تر پتا کیوں ہو تو پہلو میں آخر کچھ تو باعثِ ہر پھنسا ہوں بے طرح دریا و غم کی موجِ طوفان میں دہن غنچہ سا ہے نازک کمر ہے چالِ متوالی بہار آتے ہی کیوں جانے لگے اوقیں صبحِ اکو	کہ دیکھوں محفلِ خلوت میں شکلِ اُس ماہِ کامل کی دل مضطرب تباہے بات مجھ کو اپنی تو دل کی نہ تنکے کا سہارا ہے نہ ہے اُمیدِ ساحل کی نشانی یاد رکھ یہ نامہ بر اُس ماہِ کامل کی ہوئی پھر فکر کیا تم کو کسی لیلے محل کی
--	--

جناب مرزا نظام الحسن صاحب قابل

نکل جاتیں جواشاک یاس بنکر حسرتیں دل کی اٹھی اور اٹھ کے پھر کچھ رُک گئی شمشیرِ قاتل کی نہ حسرتِ ہر نہ ارماں ہے نہ اب یاسِ تنہا ہو نیا شاعر ہوں طرزِ شاعرانہ سے نہیں واقف	تو پھر آنکھوں میں کیوں رہتی نہاں تصویرِ قاتل کی تغافل دیکھ کر مٹ مٹ گئی ہیں حسرتیں دل کی مرادِ لیکے کھودی دلربا نے دل لگی دل کی مگر جستگی میں یوں غزل رہتی ہے قابل کی
--	--

جناب گوکب مراد آبادی تلمیذِ کلیم رضوی مراد آبادی جناب وحشت کلکتوی

بری حالت ہو دریاے بلا میں کشتیِ دل کی اگر صاف عالمی ہمتِ ظاہر تھے سہاگ	رلاتی ہے ہنسی مجھ کو سبسا رانِ ساحل کی مگر دی واد ساری خلق نے بازوئے قاتل کی
---	---

یہی بہتر ہے ہم مشکل ہی کو مشکلا سمجھیں
اسی جاگو گب غمیں کہیں بیٹھا ہوا ہوگا

کوئی صورت نظر آئی نہیں جب صل مشکل کی
زبان حال سے افسردگی کہتی ہے محفل کی

جناب حاجی مشتاق احمد صاحب مشتاق گٹری ساز تلمیذ جناب جوہر مراد آبادی

نہ

ترہیتا ہوں زیارت کو شہا صورت عنادل کی
کریں گے عرض ختم انبیا محشر میں داور سے
نجاؤ نگامیں جنت میں نجاؤ نگامیں جنت میں
یہ ہوگا حکم رب دریائے رحمت جوش میں آکر
گل رونی کے وصف لکھنے کا ثمر دیکھو
یہ مشتاق حزیں مولارے بس آپ کے درپر

دکھا کر پھول سا چہرہ مٹا دو بکلی دل کی
گزارش ہو یہ عاجز کی گزارش ہو سیائل کی
مرے مولا مری امت اگر دوزخ میں داخل کی
برائیگی مرے محبوب تیری آرزو دل کی
گل رحمت سے جھولی بھر رہی ہو آج سائل کی
تمنا ہو یہ آنکھوں کی یہی ہے آرزو دل کی

جناب منتی محی الدین خاں صاحب مذاق مراد آبادی

نہ

انہیں ہر شوق خود بینی الہی خیر ہو دل کی
کمال با کمالی ہے بلائے جان کامل کی
زبان حال سے کہتی تھی مایوسی یہ بل کی
نگاہ شوق کا کوئی کہیں مانع نہیں ہوتا
کسی زلف مسلسل کے جو سودا ہی نہوتے ہم
نہ آنے کی سناتے ہو تو کیا سچ ہی نہ آؤ گے
ذرا مقول کی یہ حسرت دیدار تو دیکھو
بہت ہے آرزو لیکن وہ پھر بھی بر نہیں آتی

کہ آئینہ ہو آگے اور چوٹیں میں مقابل کی
کہ لاتی ہو قفس میں زمرہ سنجی عنادل کی
نہ نکلی ایک بھی حسرت کسی حسرت بھر دل کی
عبث کیوں بیٹھ کر پردہ میں حلیم اس نے حائل کی
اٹھاتے بیٹھ کر زنداں میں کیوں کر پائیاں سل کی
دکھا دینگے تمہیں تاثیر اپنے جذب کامل کی
کہ کھینچ کر پتلیوں میں رہ گئی تصویر قاتل کی
تری شیر بھی قاتل ہے کیا حسرت مکر دل کی

دکھا دی آئینہ نے جب اک صورت مقابل کی
 کہیں شہرت نہو جلے کسی سلی شامل کی
 کسی کے وعدہ فردا پہ اتنی بدگمانی ہے
 شب غم میری آنکھوں سے لہو بن بنکے بہتا ہر
 نہ پوچھو ہمدمو مجھ سے یونہی خاموش رہنے دو
 عجب ہی صید کے قابل تھا منظر آج مقتل میں
 اگر ممکن نہیں ہر وصل تو دیدار کافی ہے
 یہ آئینہ ہٹا دو سامنے سے وقت آرائش
 بیاں ہو کس طرح جو کچھ شب غم مجھ پہ گزری ہر
 کسی پہلو کسی کروٹ نہیں آرام پاتا ہوں
 جہاں میں چار سواک نالہ و فریاد ہر پاس ہے
 کسی دن غیر سے کہنا پڑیگا راز دل نامی

ہیں ہر چین دم بھر بھی عجب حالت ہر قاتل کی
 ترے ہاتھوں ہے عزت دیکھنا اور عشق محفل کی
 مری حیرت منو نہ بن گئی اک حرف باطل کی
 تمہیں بھی کچھ خبر ہے یا نہیں بربادی دل کی
 سناؤں تم کو کس دل سے جو حالت ہر مری دل کی
 مری آنکھوں میں کھنچ کر رہ گئی تصویر قاتل کی
 تسلی بخش ہر صورت کسی سلی شامل کی
 نہ دل پر چوٹ کھا بیٹھو کہیں مد مقابل کی
 حقیقت پوچھتے ہو مجھ سے کیا بیٹابی دل کی
 یہاں تک بڑھ چلی ہیں تیرے غم میں شورش دل کی
 کچھ اتنی اتہاس بڑھ گئی بس اد قاتل کی
 بس اب مجبور کرتی ہیں مجھ پر جبریاں دل کی

مستر جے آر پال ناڈر سیڈ ماسٹر مشن اسکول جھانسی تلمیذ جناب پرواد

جدا جس دن سے تم ہو غیر حالت ہر مری دل کی
 یہ ممکن ہی نہیں نکالے کبھی حسرت مری دل کی
 اسی سے سختیاں سمہتا ہوں اپنے بیوفادگی
 مری آنکھیں نکلاتے تو سارا فیصلہ ہوتا
 الہی طوق غم کیوں توڑے دیتا ہر مری گردن

نہ چین آئے نہ موت آئے گھڑی ہر سخت مشکل کی
 یہی تو اک کمائی ہر جو اس دنیا میں حاصل کی
 کہ پہلو میں امانت ہر کسی زہرہ شامل کی
 یہ کیوں سر بھوڑنے کو درمیاں دیوار حاصل کی
 گلوے غیر میں اس نے کلائی کیا حاصل کی

بلائیں وہ مجھ پر آئیں یا تصویر بھجوائیں
اٹھایا جب مجھ پر شوق زیارت نے تو چل نکلا
ستم بہتار ہو گا مرٹونگا تیرے کوچے سے
ہمارا خوں بہا کر خوں بہا دینے کو راضی ہے
سلایا مجھ کو آغوشِ اجل میں وائے ناکامی
نہ نیند آئے نہ چین آئے لحد میں بھی مجھے ناور

اسی صورت سے ممکن ہو تسلی اس کے دل کی
جہاں پر ناتوانی نے بٹھایا شام منزل کی
نہ نکلوں گناہ نکلیگی اگر حسرت مری دل کی
قیامت میں ادھر قاتل ادھر شمشیر قاتل کی
مراسر لیکے قسمت جاگ اٹھی شمشیر قاتل کی
ترپ دل میں ہو جب تک جو شمشیر قاتل کی

جناب شیخ عبد الرحمن صاحب نشاط مراد آبادی

مرے اللہ کب نکلیں گی دل سے حسرتیں دل کی
ترہیتی دیکھ کر کوچہ میں اُسکے لاشِ سہل کی
خزاں نے فصلِ گل میں آشیاں تاراج کر ڈالا
مریضِ عشق کا تم سے مداوا ہو نہیں سکتا
ادھر تابوت رکھتے ہیں ادھر کچھ دفن ہوتے ہیں
کسی نے وحشیوں کے پاؤں میں زنجیر پہنا کر
پھنسا ہو مجھ سا قیدی آج تیری لف پچاں میں
سمجھ کر جانِ عالم یاد رکھنا اخبس من آرا

رواں ہو گی مری گردن پہ کب شمشیر قاتل کی
زبانِ تیغ نے دی داد بڑھ کر دستِ قاتل کی
نہ پہنچی بات کچھ بھی بسیل ناشاد کے دل کی
مسیحا کیسے بن بیٹھو دو اکرتے نہیں دل کی
زمین گنجِ شہیداں بن رہی ہو کوئے قاتل کی
کلاہِ آبلہ میں ٹانکدیں بلیں سلاسل کی
بڑی تقدیر ہے زنداں بڑی قسمت سلاسل کی
نشاط زار کے دم سے ہے رونق تیری محفل کی

جناب نظام الدین خان صاحب نظام مراد آبادی

جھنکائیگی کنویں الفت کسی زہرہ شمائل کی
نگاہِ یاس سے تگمتی تھیں آنکھیں نیم سہل کی
ہزاروں خار ہیں اور آبلہ یانی کی ایذا ہے

رہی زلف کے سودی میں پابندی سلاسل کی
گلے پر چلتی تھی کھنچ کھنچ کے جب تلوار قاتل کی
مصیبت سخت بھاری ہو ابھی دوری منزل کی

وہ ہنوری دیر تو آیا بھی تو دیر عدد لایا
 بلانے کو کسی کے نامہ و پینام لا طائل
 بگر جائینگے وہ کیا فائدہ عرض تمنا سے
 وہ مجنوں ہوں کہ اک لیلی ادا کا ہو کے سودائی
 وہ کہتے ہیں ابھی کیا ہے نتیجہ اس کا دیکھو گے

سکرے حوسی ہیں ایک تہ پلہ نازل کی
 ہمارا جذبہ کامل ہو تو کیا حاجت سائل کی
 پتا دیتی ہے حاجت کا فقط صوت ہی سائل کی
 کبھی کہسار میں پہنچا کبھی صحرایں منزل کی
 نظام شوم طالع کیوں طبیعت ہمیشہ نائل کی

جناب ششی نیاز اللہ صاحب نیاز تلمیذ جناب مذاق مراد آبادی

تمنا کب نکلتی ہے کسی حسرت بھرے دل کی
 دم آخر پھری کس طرح چشم یاس بسمل کی
 پڑے سویا کرینگے چین سے اب کنج مرقد میں
 بیان درد شکر یاد اپنا درد آتا ہے
 مدینہ میں نیاز اللہ کو بلوایے شاہ

کہاں عاشق کو ملتی ہے نگاہ ناز قاتل کی
 تڑپتی رہ گئیں سب دل کی دل میں حسرتیں دل کی
 کہ نقد جان دیکر ہم نے یہ جاگیر حاصل کی
 تڑپ جاتا ہوں جب آواز سنتا ہوں غنادل کی
 خدا کے واسطے منظور ہو یہ عرض سائل کی

شیو کنور مراد آبادی

تمہارے ہجر میں صاحب عجالت ہر اس دل کی
 نزدیک ہو غور سے صورت کبھی دم مقابل کی
 دماغ اُنکا اگر عشق محلی پر ہے کیا شک ہو
 شب وعدہ اگر آؤ تو مت آنا اگر صند ہے
 اسی اُجڑے ہوئے گہریں کبھی تھایا رکاسکن
 ادھر وہ محو آرائش ادھر آئینہ سکتے میں

جو یہ تڑپا تو انکھیں روئیں جان ناتواں بلکی
 نہو جائے یہ باطل مہسری آئینہ دل کی
 فلک منزل سے اونچی چھت ہو انکی چہر منزل کی
 عیاں ہو جائیگی تاثیر بھی اس جذبہ دل کی
 بیان کس سے کروں حالت میں اس بربادی دل کی
 جز خود بھی نہیں شہو مقابل کو مقابل کی

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

رسوا مجھ کو نہ کیجور روز شمار

دنیا میں دیا ہے جب مجھ کو عرو و قار

مشاعرہ الہ آباد

ہندو بورڈنگ ہاؤس الہ آباد میں بصدارت عالیجناب پروفیسر ایم مہدی حسن صاحب
ایم اے ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہوا تھا جس کی غزلیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(اڈیٹر)

جناب اعجاز حسین خاں صاحب عجاز دریا آبادی

عجاز

<p>عجب تاثیر رکھتی ہیں ہوائیں کوئے قاتل کی خبر ان کو نہ ہو جائے کہیں بیستابی دل کی خبر اے جانے والو کچھ تو دیتے جاؤ منزل کی نہ سلجھانے سے سلجھو گی کہیں گتھی مری دل کی پس مردن بھی باقی ہے یہ بیٹابی مری دل کی کٹی ہے رات ساری روتے روز شمع محفل کی بتائیں آپ کیا حالت ہے اب بیٹابی دل کی گواہی دیگی محشر میں زبان تیغ قاتل کی</p>	<p>ترستی انتہائے شوق میں ہر نفس سہل کی نہ اٹھ جائیں کہیں پہلو سے میرے بدگماں کو عدم کی کیسی راہیں ہیں وہاں کو لوگ کہتے ہیں گرہ دل میں پڑی ہے کاکل زہرہ شامل کی زلزل میں میں ہر سنگ تربت کو بھی جنبش ہے جنازہ جبے پروانہ کا اس نے بزم میں دیکھا جنازہ پر مرے اگر عجب انداز سے بولے چھپانے سے ہمارا خون ناحق چھپ نہیں سکتا</p>
--	--

جناب محمد عبدالرزاق صاحب بخود کرچین کالج الہ آباد

کرچین

<p>مری آنکھوں میں پھر جاتی ہے وہ دنیا مری دل کی دبا دیتی ہے اڑ کر خاک مجھ کو میری منزل کی تصدق جس پہ ناکامی تمنا وہ مری دل کی اسی کو دل سمجھ لیجئے اسی کو آرزو دل کی چلی چکر رک رک کر چلی۔ تلوار تاتل کی</p>	<p>نظر آتی ہے آبادی جو مجھ کو تیری محفل کی گلوں کی طرح دم بھر کو صراہیں اٹھا تو کیا حصول مدعا جس پر فدا وہ مدعا تیرا یہی اک بوند باقی ہے بہو کی میرے سینہ میں عجب ٹکھیلیوں سے آج بخود میری گردن پر</p>
--	--

صداقت پر سرنازک قلم کر کے چڑھا دینا
خزاں میں بھی مجھے اتنا سرسبزی بنایاں ہیں

صدائے غیب آتی ہر کسی درویش کامل کی
ہری زخموں سے کھیتی ہو بہاری پر فضا دل کی

جناب اولاد حسن صاحب حسن شاگرد جناب فوج تاروی

دکھاؤں میں اگر تاثیر اپنے عشق کامل کی
اتارا سر تو احساں رکھ دیا گردن پسل کی
نکل کر میان سے کہتی ہے یہ شمشیر قاتل کی
ہوا ہو مطمئن قاتل مٹا کر داغ دامن کا
الہی بحر غم میں جان دیدی ڈوب کر کس نے
سمجھتے ہیں جسے بے مہر اسی پر جان دیتے ہیں
نہ اب رو کے سے رکتا ہو نہ اب تھام کر تھمتا ہو
گلوں کو توڑائے گلچیں مگر یہ سوچ لے پہلے
مناسب ہو کہ خود اپنے گلے پر پھیر لیں خبر

ترے دل کی وہ صورت ہو جو صورت ہو مری دل کی
زمانہ سے نرانی ہیں ادائیں میرے قاتل کی
مناؤ گے کہاں تک خیر تم حسرت بھری دل کی
شہادت حشر میں اب کون دیکھا خونِ بیل کی
تھپیڑوں سو آرائی خاک کیوں موجوں سے ساحل کی
محبت میں عجب اُلٹی مجھ ہے حضرت دل کی
کہاں لیجائیگی وحشت مری دلو مری دل کی
جلا کر خاک کر دینگی تجھے آہیں عنادل کی
کہاں تک راہ دیکھیں حسن ہم اپنی قاتل کی

جناب رامیشری دیال صاحب بی آ خاک

دم آخر نہ آئے کچھ نہ نکلی آرزو دل کی
بہت منت جو کی میں نے کہ آؤ حالِ دل سن لو
لیا ہو کر تو بتلا دو مگر ناکس سے سیکھا ہے
میسخا رہنے دو بس اب بہت معجز نمائی کی
جوا نکھیں لال پیلی ہیں تو خنجر سرخرو ہو گا
وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو لاکھ لاکھ گنا

جواں تھا ہی مگر تم نے مری جان اور شکل کی
کہا ہنس کر مجھے مطلب کہاںی ہر تری دل کی
ہمیں اچھی نہیں لگتی ہر ہر دم دل لگی دل کی
قضا اب بن کے آئی ہے نگاہ ناز قاتل کی
گل رنگیں کھلائیگی نہ کیا کیا بکلی دل کی
بنا دیا آٹھ گز رونا توڑی باقی جو محفل کی

اداکچے بھاگئی ایسی عروس تیغ قاتل کی
 بہا راتے ہی کچھ ایسی بڑھی وحشت مردکی
 لڑی ہیں آج آنکھیں اک بت پرین کی تپوں سے
 نہیں معلوم مجھ کو مدعائے زندگی کیا ہے

بندھی تھی ٹکٹی پھروں نگاہ شوق سہل کی
 مقید رکھ سکی مجھ کو نہ پھر کوشش سہل کی
 ہوئی جاتی ہر حالت غیر ہر محظہ مرد دل کی
 وہ کشتی ہوں خبر جس کو نہیں ہو اپنے ساحل کی

مسٹر دھیرندر ناتھ بنرجی - کالیستھ پاٹ شالا الہ آباد

مٹاتا ہے جو اپنے کو بلائیں لے کے قاتل کی
 چلا کر تیغ ابرو مجھ سے بولے ہاں سنبھل جاؤ
 بوقت نزع اُن کا وہ سر بالیں کھڑا ہونا
 بتوں سے دل لگا کر میں خدا کو بھول بیٹھا ہوں
 مسافر میں نہ ٹھہرینگے عدم کو ہم سدا رہینگے

فنا ہیں ہر بقا اس کو یہ کم ہر شان سہل کی
 نہ کیوں قربان ہو جاؤں میں اس شوخی قاتل کی
 تمنا مرتے مرتے ہو گئی پوری مردل کی
 انہیں کے پھیر میں میں راہ بھولا اپنی منزل کی
 کسی دن کوچ کر دوں گا بڑھا کر شان منزل کی

جناب درگاہ پر شاد صاحب درباری لاکال لاج الہ آباد

نہ ہوتی پھوٹا پس میں تو کچھ چلتی نہ قاتل کی
 لگا دل کھول کر خنجر مرے سینہ پہ لے قاتل
 مسیحائی کا دعویٰ ہر اسی کر توت پر اُن کو
 نظر بھر کر نہ دیکھا مرتے دم بھی میں نے اس ڈر سے
 کمرہ قتل پر باندھیں تو کیا باندھیں کمر بھی ہو
 نہ ہو کس طرح درہم جو خود تصویر بن بیٹھے

کہ پایا دل پہ قبضہ جالی جب آنکھ سہل کی
 نکلنے کے لئے بچپن ہیں اب حسرتیں دل کی
 کہ حالت تک نہیں سنتے ہیں مجھ بیمار دل کی
 انہیں بچپن کر دی گئی نگاہ یاس سہل کی
 عبث شوق شہادت آرزو تیغ قاتل کی
 جب آئینہ میں دیکھی آپ نے صورت مقابل کی

جناب سید موسیٰ حسنین رضوی شعلہ شاگر جناب تاجل کراوری

گلے پر چل کے رک جاتی ہر دم تیغ قاتل کی

غضب کرتی ہر مقتل میں نگاہ یاس سہل کی

رہا میں عمر بھر گرم سفر دوری غربت میں
جہاں میں زینت بزم سخن نبیاں تھواری شعلہ

نہ دیکھی آج تک صورت سوادِ شام منزل کی
وہ کیا اٹھے کہ گویا اٹھ گئی رونق ہی محفل کی

جناب نثار احمد صاحب شفق شاگرد جناب نوح ماروی

جو دیکھی قتل گہ میں بیرخی سہل سو قاتل کی
ادائیں ان کی نشر میں نگاہیں نکی خنجر ہیں
کسی نے بھی نہ پوچھا تیرے رو کا سبب کیا ہو
کیا تھا سامنا کیوں اسے انکے رو کرشن کا
اٹھا کر ہاتھ میں خنجر گرا دینا نزاکت سے
خدا جانے کہاں لیجائے شوق دشتِ پیمائی
نہ جانا آج تک ہم نے کہ راز عشق کیا شہر ہو
جواہل آبرو میں وہ مگر سو نہیں سکتے
وہ آئے ہیں شب وعدہ مری تقدیر چمکی ہے

گلے ملکر تمناؤں نے رحمت دل سے حاصل کی
حفاظت کر نہیں سکتا حسینوں کوئی دل کی
مروت دیکھ لی اے شمع تو نے اہل محفل کی
ہوئی پوشیدہ صورت گھٹے گھٹے بد رکال کی
قضا سے کم نہیں مجھ کو ادا یہ میرے قاتل کی
وہ رہو ہوں جن جس کو نہیں اپنی منزل کی
کھانی ہم نہ سمجھو آج تک حسرت بھری دل کی
کبھی جتنی نہیں دریا میں اڑ کر خاک ساحل کی
بہت رو پیٹ کر یہ نے شفق یہ رات حاصل کی

جناب ابو محمد صاحب ضبط انصاف میوہ گالچ الہ آباد

سبق آموز عبرت خاک تک ہر کوئی قاتل کی
نہیں باقی ہر اے دریاں ہوس اب کوئی قاتل کی
دگرگوں فرقت لیلیٰ میں جب حالت ہوئی دل کی
قفس میں گرنہ کرتا بند تو صیاد کیا کرتا
معاذ اللہ یہ وحشت کہ جب پتا کوئی کھڑ کا

لہ ہر تصویر جبکہ ذری ذری میں مری دل کی
یہاں لائی ہر جھج کو جستجو کھوئے ہوئے دل کی
بگولوں میں نظر محبوں کو آئی شکل محفل کی
گراں تھی گوشت گل پر زمرہ سخی عنادل کی
ترے وحشی کے کانوں میں صدا آئی سلاسل کی
طاقت سے گمشدہ گمشدہ گمشدہ گمشدہ گمشدہ

کیا ہو کیا کوئی خون تمنا ضبط گرووں نے

فروں گور غریباں سے کیوں میرا نگہی دل کی

جناب منظر صاحب

سُنے گی گوشِ دل سب تکلف روحِ سہل کی
جسے تم داغِ سبھے ہو وہ جو ہر جفاؤں کا
اے جب ذبح کرتا اپنی آنکھیں بند کر لینا
کہاں سیلِ اشکِ غولِ رواں ہو آنکھ سے یارت
مری کوتاہی قسمت اگر کچھ مجھ کو روکے گی
عدوئے زہدِ نظارہ اُسکی چشمِ میگوں کا
یہ آگے عرش سے جاتے ہیں وہ رہتا گلشن میں
گناہوں کی سیاہی مٹ گئی اشکِ ندامت سے

اگر کہنے کو ہر چشمِ خنکوباتِ متال کی
شہیدوں کے لہو سے آبرو کی تیغِ قاتل کی
بہت حسرت فرا ہو گی نگاہِ یاسِ سہل کی
حقیقت اک لہو کی بوند سے زائد نہ تھی دل کی
درازی کام دیکھی حشر میں دامنِ قاتل کی
اُڑا دیتی ہیں موجیں دھجیاں دامنِ ساحل کی
بگاڑی بات نالوں نے مرے شورِ عناد کی
مری آنکھوں نے منظرِ آبرورکھ لی مکرل کی

ایک پسین

آپ کو شہرہ آفاق آل ایر کیٹرس کے متعلق تمام واقفیت درخواست بحوالہ اخبار بھینچے پیر گھر بیٹھے بھٹائے ہم
پہنچ سکتی ہو۔ اس آل نے ہندوستان بھر میں ہزار ہا مالوس العلان مرصیوں کو از سر نو مرد بنا کر ثابت کر دیا
ہے کہ ناہنجی دور کرنے کے واسطے دنیا بھر میں اس سے بہتر یقینی اور سہل تر علاج اور کوئی نہیں۔ آل
ایر کیٹرس قدرتی طریقہ علاج ہے ہر قسم کی اندرونی بیرونی کھانے پینے لگانے والی ادویات کی زحماتوں
سے آپ کو بچاتا ہے اور نامردی کمزوری بکستی کوتاہی کچی لاغری جریان احتلام کے واسطے منظر اور
اکسیر علاج ہے۔ قیمت فی آل مبلغ پندرہ روپیہ علاوہ خرچ محصول اک وغیرہ مقرر ہے۔ مگر سیکڑوں روپیوں
میں سستا ہے مفصل حالات بتانے والی کتاب موت کے بعد نئی زندگی درخواست بحوالہ اخبار آئے پر سہ
نقول سندت مفت۔ ہر شخص کو روانہ کی جاتی ہے منگواؤ اور دیکھو۔

مطابق ناصری

جناب پروفیسر مہدی حسین صاحب ناصری لکھنوی ایم اے۔ ایم آر اے ایس وغیرہ

صدر مشاعرہ اللہ آباد

ابھی بوئے وفا لائیں ہوائیں کوئے قاتل کی
یہ کیا نیرنگ عالم ہے الہی خیر ہو دل کی
نہ پوچھو، وجہ کچھ مجھ سے شکست رنگ محفل کی
بہت نیرنگیاں دیکھو گے اس ٹٹے ہوئی دل کی
رلاتا ہے مجھے حالت دگرگوں ہوگی محفل کی
سنجھل ظالم کہ یہ فریاد ہر دے کھتے ہوئی دل کی
وہ برق طور ہوا چاک ہو دامن یوسف کا
کہیں تاثیر ہے دل کی کہیں تصویر ہے دل کی
بڑے دعویٰ سے نازک ہاتھ اٹھا سخت جانوں پر
بڑھائے شوق شہادت بات کھولے قاتل کی
کرم کرے تو انگریز رحمت میں اٹھیں حوہیں

ہے عبرت کا تماشا سیر کیا ہر قصہ بسمل کی
 یہ وقت نزع ہو۔ اب کیا خفا ہو پاس آ بیٹھو
 اسیرانِ قفس کا حال بھی تھوڑا سنا دینا
 جوانی آتے ہی کیا رنگ بدلا اپنے عالم کا
 ترے رخسار سے اٹھتی ہیں ہم نور کی لہریں
 نزاکت کا ہوں قائل ہاں تغافل کی شکایت
 رخ روشن کا اس کے کرے نظارہ دم آخر
 یہ آئینہ ہو کوئی یا تمہارا مستِ زیبا ہے
 ستاروں آسماں سو ٹوٹ کے تربت پہ گرتے ہیں
 یہ دنیا ہے کہ اُسکو حسنِ خلقت کا مرقع ہے
 کہاں ارمانِ دل میں ہاں فقط اک ذراغِ روشن
 کبھی گلشن میں تھوڑا سا داب باقم سرا میں ہیں

یہی جانی تھیں دیکھو خون ہو کر حسرتیں دل کی
 کوئی حسرت نکلیا دی مری حسرت بھری دل کی
 سنا ہر لے صبا گلشن میں ہو محفلِ عناد دل کی
 انگلیں جتنی تھیں دل میں نہیں حسرتیں دل کی
 یہ بحرِ حسن بھی کیا ہو نہیں حد کو ساحل کی
 نظر کیوں مجھ سے پھیری گردن اٹھی تیغِ قاتل کی
 مولا تدبیر لازم ہے چراغِ شام منزل کی
 نظر آتی ہے اس میں صاف صاف صورتِ حسنِ کامل کی
 عجب حالت میں ملیں عرشِ سوا ہیں مرد لکی
 ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہو محفل کی
 ہوئی برخاست محفلِ جل رہی ہو شمعِ محفل کی
 پٹ کر روتی ہیں رازِ نہاں حسرتیں دل کی

جنابِ نرسنگھ ناتھ صاحب بی۔ اے

لگی جاگ اس دل میں خبر نیکی و اس دل کی
 اثرِ سچی محبت کا ہوا محبوب پر کتنا
 ہماری انکساری میں یہ دی تاثیرِ خالق نے
 کھلے گل اور مر جھائے رہا باغِ جہاں قائم
 برا ہو سخت جانی کا ہوئی تکلیف اُنکو بھی

جو پروانہ جلا آ کر جلیگی شمعِ محفل کی
 جلا اک لحظہ پروانہ تو شب بھر شمعِ محفل کی
 گلے سے جو ملی آ کر ہوئی خم تیغِ قاتل کی
 ہزاروں بلبلیں بولیں رہی شیونِ عناد دل کی
 تماشے کو نکل آئے جو تڑپی لاسن بسمل کی

جنابِ وحید صاحب

مست عید کی ہر کشتگانِ ناز کو یارب
ہولے تند و طوفانِ سرشکِ غم کی جوش میں
خدا کے ساتھ آتا ہے بتوں کا ذکر شعرو میں
سیہنجی میں بھی کوتاہیِ تقدیر پیدا ہے
خدا کے نور سے پر نور ہو جائے مرا سینہ

گلے ملتی ہے بڑھکر سبملوں سے تیغِ قاتل کی
ٹھہرتی تاکے آخر عمارتِ آب اور گل کی
تقابل کر کے حق نے آبرورکھ لی ہر باطل کی
مری قسمت کی ملتی ہے سیاہی آپ کے تل کی
جلا کرتا رہوں ہر دم وحید آئینہ دل کی

جناب ایس والی صاحب ہاشمی رکنِ چین کالج الہ آباد

دل آئینہ و تصویر ہے اک ماہِ کامل کی
وہ اندازِ ستم اس کو کہاں معلوم ہے ہدم
کوئی تو سوزِ غم سے جل رہا تھا رات رور و کر
یہی حالت رہی گر سحرِ غم میں جوشِ غم کی
کھینچا جاتا ہے دل مقتل کی جانب خود بخود اپنا

بھلا منہ آئے میری کیا حقیقتِ ستمِ محفل کی
فداک بھی ایک ادنیٰ سی زمیں ہر کوئی قاتل کی
کسی بیدار کو منظور آرائش تھی محفل کی
اڑاؤ نگاہیں اک دن دھجیاں بانِ باطل کی
غضب کی ہاشمی تاثیر ہے شمشیرِ قاتل کی

جناب اسد صاحب

الہی خیر موطانِ غم نہیں کشتیِ دل کی
مسلمان اور ہندو کچھ ہوں لیکن میری نظریں
زمین ہوا کر دی کو چہ معشوق کی اس نے
سنا ہر ٹیکس لگ جائیگا اب واعظ کی داڑھی
نہ مفتی ہیں نہ قاضی ہیں بہلا ملا تو کہلائیں
ادھر دیکھو اسد واللہ تم خوب کہتے ہو

مجھے پھر کچھ ہوا بدلی نظر آتی ہے ساحل کی
رگ الفت سے وابستہ یہ دو قاضیں ہیں اک دل کی
بہت ممنون ہر مینو سپاٹی آن کے سہل کی
کہ قیمتِ بڑھتی جاتی ہے زمیں سیرِ حاصل کی
سندھم کو بھی ملجائے کہیں سودِ فاضل کی
وزارتِ بلاؤ تو یہ مشق کے فاقوں میں حاصل کی

سر التماس ہے کہ غزلیات صاف و خوشخط اور کاغذ کے ایک ہی طرف تحریر فرما کر

مشاعرہ کلکتہ

نیا

جناب رشید احمد صاحب تسکین بدایونی

میں شوقِ قتل میں تڑپوں ہی مرنی تھی قاتل کی
کوئی یہ شوق دیکھے رہ نور دان محبت کا
مجھے تو روکتا ہے کوچہ گردی سے جو لے ناصح
جنہوں نے قتل عاشق کے لے سرگرم دیکھا
شبِ فرقت سحر تک ایک الجھن سی یہ حال کو
اشارہ تیغِ ابرو کا ہو کافی قتل عاشق کو
نہ لاؤ نام منہ پر قیس و امو کے فسانوں کا
ستم گر تیرے نازک دل کا مجھ کو پاس ہو ورنہ
وہ گھبرا کر کسی کا اٹھ کے پہلو سے چلا جانا
نکالا آج اُس نے پھر مجھے یہ کہہ کر اے تسکین

بڑی شکل سے آساں آج اُس نے میری شکل کی
کہ مارے صنف کے تجس میں لیکن بہتر کی
کروں کیا جستجو بھی میں اپنے گم شدہ دل کی
وہ اب اگر ذرا دیکھیں پشیمانی بھی قاتل کی
جو زلفِ خم بہ خم یاد آئی اُس سے سی شائیل کی
یہ زحمت کس لئے تلواریوں تہی حائل کی
کہانی تم اگر سن لو ہمارے غمزدہ دل کی
دکھا دوں میں بھی تاثیر اپنے نازک دل کی
وہ بتیابی کسی ناشاد کو ارمان بھری دل کی
ہوا اگر خلل انداز کیوں رونق میں محفل کی

ہر

جناب مولوی عبدالبدیع صاحب جذب

نہ دیکھی ہو تو دیکھو شکل تم درست ابل کی
لگا کر کان سینہ پر مرے ظالم ذرا سن لے
تمہاری گیسوی شب گوں میں رنگِ آمیزِ قدرت
اجل سر پر کھڑی ہو اور وہ بھی پاس تھی میں
ترپنا تیرے بل کا تماشہ تھا مگر ستاتل
اکمالِ حسن کا جلوہ نظر ہے طہنہ

نظر نیکی آئینہ میں صورت ماہِ کامل کی
نکلتی ہے صدا کیسی شکستِ شیشہ دل کی
سیا ہی خبت سے لیکر مرے تھوڑی سی دانش کی
عجب ہو کشمکش یارب گھڑی ہو سخت مشکل کی
نگاہ واپس دیکھی نہ تو نے ہائے بسل کی
نکاتِ احساں حاکم

جناب نواب زادہ اے اف ایم عبد الحفیظ صاحب حافظ کلمتہ

جو قسمت سے کسی نہ اٹھ گئی شمشیر قاتل کی
وہ دیکھیں آئینہ اور چوٹ جب کھائیں مقابل کی
کوئی پر ساں نہیں اٹھا کہ حالت کیا ہو سہل کی
وہاں اب گا ہو ماسے ناچ کا جلسہ بھی ہوتا ہو
اب ان سو روز شلیفوں میں باتیں مجھ سے ہوتی ہیں
کہ گذرا پہلی منزل سے ہوئے سب نہ نرساں
نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ بادہ ہو نہ مطرب ہو
مرے سینہ میں ہر دم ترپتا ہو پھر کتا ہے
کہا جب شیخ سے تو بھی ذرا پی لے تو وہ بولا
نہ رکتی ہو نہ جاتی ہے نہ گھٹتی ہو نہ ٹٹتی ہے
ہزاروں دوستوں نے لاکھ سمجھایا اسے حفظ

نکل جائیگی اک چشم زدن میں آرزو دل کی
تو پھر پوچھوں کہ اے سرکار کیا حالت اب دلی
زبان خلق پر تعریف ہو بس دست قاتل کی
سنا کہ آج شب کو بھی ہر محفل قہن سہل کی
ضرورت کیا ہو مجھ کو اب فرائع اور سائل کی
مصیبت مست ہو تی ہو زیادہ پہلی منزل کی
چلا میں گھر کو ساتی ایسی تیری سیر کی
مرے دل کی ترپ گویا ترپ ہو مرغ سہل کی
جزاک اللہ میرے یار تم نے اب کہی دل کی
ترپ دل کی کھٹکے ل کی خلش دلی طیش دلی
کسی کی کچھ نہیں سنا عجیب حالت ہو اس دلی

عالمی جناب شمس العلماء خان بہادر مولانا محمد یوسف صاحب بنجور جعفری مدظلہ

نہ کیوں آسان ہوں دشواریاں قطع مرصل کا
نہیں یہ سخت جانی بے سبب اس وقت سہل کی
خبر بھی ہو تجھے اے قیس! اپنا خاؤں دل کی
وہ آئینہ منگاتے ہیں تماشا دیدنی ہوگا
یہ کس گلزار خوبی کی سواری آنے والی ہے؟
گری ہو اس بہ حب تر نگاہ ناز کی حبلی

کہ پہنچاتی ہو منزل تاک ہیں دوری ہی منزل کی
کہ قوت آزمانا ہو اسے بازوئے قاتل کی
وہیں لیلیٰ ہے ناعق جستجو اس کے محل کی
چلیں گی دونوں ہی جانب سواب چوٹیں مقابل کی
چمن میں آج کیوں یہ دھوم ہو شور عناد کی
ترپ شاید ہی اب تا حشر جائے تیر کو سہل کی

وہ سر سے پاؤں تک جکڑا ہوا گیسو مسلسل
سر محفل دل سوزاں کو میرے کیوں نہیں رکھتی
کہا جب میں نے عاشق ہوں محبوں وہ ناکر بول
دل اغیار کے خوش کرنے سو فرصت انہیں کب ہے

ترے دیوانہ کو حاجت ہی کیا طوق و سلاسل کی
کہ اُسکے ہوتے کیا حاجت میری جاں شمع محفل کی
ٹھہر جاؤ کہ ملتی ہے سزا اس زعم باطل کی
خبر وہ آہ اکیوں لینی لگے رنجور بے دل کی

دیگر

نہ نکلی ورطہ اندوہ سے کشتی مرے دل کی
چھری سی چل گئی اُس وقت خود چپتی قاتل کی
اڑائے پھرتی ہر مجھ کو ہوائے شوق منزل کی
بت مغرور نے آئینہ کو پتھر پہ دے مارا
اُدھر باد مخالف اور اُدھر دریا میں طغیانی
اگر عاشق اُدھر سپا سیا ہے آب تیغ قاتل کا
ابھی تو کھیل سمجھا ہے۔ مگر اے دل! تجھ کو دن
کہیں کیونکر کہہ کر لیج میں اپنے تنہائی
مری جانب کیا کرتا ہے وزیدہ نظر کوئی
سنا تا ہوں اگر میں حال دل اُنکو تو کہتے ہیں
تمنا کے وصال یار نے رنجور کو مارا

رہی دل ہی میں دل کی آرزو آغوش ساحل کی
بوقتِ ذبح جب کبھی نگاہِ یاسِ بسل کی
مجھ پر دہائی کیا دشواری قطع مراحل کی
نظر آئی جب اُس میں شکل اک بدرِ مقابل کی
نظر آتی نہیں اب خیر۔ اپنی کشتی دل کی
تو پیاسی خونِ عاشق کی اُدھر ہے تیغ قاتل کی
جھنکائیں گی کوئیں۔ یہ چاہ اُس زہرہ شمال کی
کہ ہر مونہس ہماری اس جگہ بھی یا قاتل کی
نظر آتی نہیں اب خیر سینے میں مر دل کی
مجھ کو معلوم ہر ساری حقیقت آپ کے دل کی
مٹا نقش وجود اُس کا ہوس میں نقش باطل کی

خدا کا دربار مشیروں سے پاک ہے

عیبوں سے بھرا میں ہوں تو وہ ہر ستار

سے پاک مشیروں سے خدا کا دربار

گر میں ہوں گنہگار وہ ہے عفتار

کو اٹھاتا اگر باور تیری ہر شے خیر

ابوالصواب جناب محمد حنیف علی صاحب رعب قریشی انصاری

گلستاں آفریں تھی گلفشانی خونِ بیل کی
نہ کام آئی عطا کو شمی کسی کے فیضِ شامل کی
امید افزا ہر تمہید شہادت شوقِ بسمل کی
خوشامیرے دل سوزاں کی بیتابی کا ہنگامہ
کمالِ عشق نے آئینہ داریِ حسن کی پائی
خدا کے واسطے سخت جانی کیا قیامت ہر
ہوئے چپے اغہا کو دل کا جلوہ دیکھنے والی
تری راہ طلب میں جز طلبِ طلب نہیں اپنا
مرا رنگِ خموشی ہے کہ ایک آئینہ حیرت
مبارک جوشِ سرگرمی برائے حرمِ اندوزی
نمائشِ ناز کی اور آئینہ پیشِ نظر رکھ کر
اٹھ پر وہ کہیں ٹوٹے طلسم پیکرِ مستی
تماشا تھا حری عویتِ نظارہ کا عالم
نہیں دشوار چنڈاں قید آب و گل سو چھٹ جانا
ترے غم نے کیا ہو نعمتِ کونین سے فارغ

بہار آگیں ہر زلینی فضا کے کوئے قاتل کی
قسم کھاتی ہر ناکامی بھی میری واسعیِ باطل کی
رگ گردن کے کہنے میں ادا ہو تیغِ قاتل کی
یہی اک شمع ہے گرمی ہر جس سے تیری محفل کی
نہ میری طرزِ خود بینی نہ حیرانی مرے دل کی
کہ مجھ سے روٹھی جاتی ہے نزاکت میری قاتل کی
کہاں میرے گلستاں میں نوا سنجی عناد کی
بھلا یا دل سے منزل کو خوشی نے قطعِ منزل کی
مری بزمِ تصور ہے کہ تصویرِ اس کی محفل کی
چمکنے کو ہر قسمت آرزوئے برقِ حاصل کی
کوئی دیکھے کششِ تجھ سے تری مد مقابل کی
حجابِ حق میں رنگِ آمیزیاں اس نقشِ باطل کی
مجھے اٹھو کے رونق تو نے کھودی اپنی محفل کی
تن آسانی ہے سدا راہ اپنی حلِ مشکل کی
بھلا کیا تجھ سے مانگے سیرِ تیری سائل کی

جناب رعب کی تقدیر اور تجھ تک پہنچ جانا

کہ مرے صفاقِ قصہ کا عنایتِ شوقِ کامل کی

دکھائی ہم نے گرتا تیرا آہ و نالہ دل کی
لے جلتے ہیں دنیا سے تمنا وصل قاتل کی
پڑا تھا ہاتھ کیا اوجھڑا لے قاتل عالم
نہ برائیں نہ نکلی ہیں نہ نکلیں گی کسی عنوان
جو آتے ہو تو آجاؤ خدا را اب نہ تر پیاؤ ،
ربانی بدمردن عشق سے ہم کوئی رضوان

رہیگی پھر نہ بنیاد آسمان ہفت منزل کی
ہماری جان نکلی پر نہ نکلی آرزو دل کی
کہ مرنا ہے نہ جیتا ہے عجب حالت ہو سہل کی
تمنائیں مرادیں آرزوئیں حسرتیں دل کی
ہجوم شوق و اراماں میں عجب حالت ہو ابل کی
بڑی مشکل سے طر آخر کو پہنچت منزل کی

جناب عبدالقدوم صاحب جعفری قلم دار و اسٹنٹ پور ڈاؤن انرا منرس کلکتہ

یہاں شوق شہادت میں ہے حالت غیر سہل کی
تن بے دل ہو پیوند زیں کو چہ دلبر
قدم راہ محبت میں نہیں کچھ کھیل ہے رکھنا
کمال حسن پر ہے نازیجا مہ جمالوں کو
شاور بحر الفت کالے کہتے ہیں ہم لے دل
حسینوں کی محبت ہی کرے کیوں کوئی لے ناصح
کبھی تیر نظر برے کبھی تیغ ادا چسکی
دل خود دوسرے کھائیں ٹھو کریں لاکھوں مانہ میں
بلا تے ہو قدیم خستہ کو پھر بزم عشرت میں

وہاں ہوتی ہے صقیل آج تک تلوار قاتل کی
خداوند پس مردن یہ نکلے آرزو دل کی
خبر ہے حضرت دل آپ کو دوری منزل کی
بگڑ جاتی ہے دو ہی دن میں صورت ماہ کامل کی
تلاطم میں بھی جس کو یاد آتی ہو نہ ساحل کی
دل بیتاب میں طاقت اگر ہو ضبط کامل کی
رہے سرسبزیوں قاتل زراعت زخم سہل کی
مگر غفلت وہی ہو آج تک بدست غافل کی
طبیعت بدمزہ کر دے نہ رو کر اہل محفل کی

مرزا مقبول حسین صاحب مقبول کاکتوی تلمیذ جناب نشتر چھپروی

نہ نکلی دل سے یاد لے حور پاک تیری محفل کی
تمہیں کو چاہتا ہوں میں تمہیں پر جان تیا ہوں
نہ نکلی دل سے یاد لے حور پاک تیری محفل کی

بہار باغ جنت دیکھ کر وحشت بڑھی دل کی
بگڑ جاؤ کہ خوش ہو بات منہ پر آگئی دل کی
بہار باغ جنت دیکھ کر وحشت بڑھی دل کی

مرد کے جہر بہ دست نہ سحرایا دانا ہے
تسلی کے لئے تم نے تور کھانا تھ سینہ پر
تجھے بھی کر دیا سو آئینہ کے عکس نے حیران
بہانا اشک غم اور سوز رشک غیر سحر جانا
مرا مولا ہے جب مشک کشا اپنے غلاموں کا

بہ کھنسی نہیں پوانہ سیریاں سحر کی
یہاں پہلے سے بھی کچھ بڑھ گئیں بتایاں کی
بڑھی ہیں شونیاں تجھے بھی کچھ تیر و بل کی
تری محفل میں قسمت ہم نے پانی شمع محفل کی
تو پھر کیا فکرے مقبول مجھ کو حل مشکل کی

جناب سید حمید حسن صاحب نشاط امر وی از کلکتہ

صفِ مژگاں کے آگے کیا حقیقت اک مروت کی
وہ کیا جانے کہ نکلی یا نہ نکلی جان بسمل کی
نہیں کرتے کبھی پوری وہ کوئی آرزو دل کی
سب اس کو دیکھتے ہیں مجھ سے نہ دیکھا نہیں جاتا
نہ آنا تھا دم رحلت بھی سیر پاس جب آنکو
جناب شیخ کا بھی دل بھر آیا۔ انتہا یہ ہے
بہت ہی سُنہ بنایا۔ کہدیا جاہل اگر میں نے
نماز و روزہ سو انکار کس کا فر کو ہے زاہد
اثر دیکھے تو لیلیٰ دشت میں مجنوں کی حشت کا
نہ غنہ آشیخ کے لئے دخت رز کیا ہو گیا تجھ کو
سوار کشتی عمر رواں کچھ ایسے غافل ہیں
مقید کر دیا صیاد نے فصل بہاری میں
نہیں آرام دم کھر کو۔ بھلا کیا لطف آزاہد

لڑائی کا مزاج ہے کہ چوہیں ہوں مقابل کی
ابھی نام خدا۔ سو ابتداءے شق قاتل کی
مگر ہے بدعا اسکو کسی درویش کامل کی
الہی کیونکر آنکھیں بند کروں الہی محفل کی
تو پھر کیوں وعدہ کر کے مفت کھوٹی میر تری کی
غم پیر مفان میں دختر رز اس طرح ہلکی
تو ہی انصاف کرنا صح کہ یہ باتیں ہیں عاقل کی
مگر مہلت بھی دے ہم کو کہیں کثرتِ مشاغل کی
بنی ہو سرمہ چشم غزالاں گر محفل کی
نہ وہ تیری برابر کا نہ تو اس کے مقابل کی
نہ اندیشہ ہے لنگر کا نہ انکو فکر حاصل کی
کلیجہ شق کئے دیتی ہیں آوازیں رل کی
اگر اتنی ریاضت کر کے جنت تو نے حاصل کی

نشاط اس سے نہیں دشا کچھ تیری طرح اک دن

کے ہر لمحہ میں

جناب مولانا رضا علی صاحبہ تحت از انکس

یقین نامرادی پر بھی حالت ہو چل کی
توجہ کے جو قابل ہو حقیقت کیا مرد دل کی
کیا ہو مجھ کو جس تو نے اے ہمدردی دل کی
کہا کس نے کہ پابند ادب کے شوق ہو جانا
تلاطم تھا بہت، موجیں بہا کرے گئیں مجھ کو
مری سستی کی کیا ہستی گرے دیدہ بینش
قدم اٹھتے ہیں جتا بانہ نظریں بھی پریشان ہیں
بچا نا چشم بد سے اے خدا اس شمع محفل کو
ہمارا مالہ موزوں ہو جس کو شعر کہتے ہیں

تمہیں سو چاہتا ہوں، راد اپنی سہی بل کی
تری برق نظر کو جستجو کیسے حاصل کی
نہ غم ہو بعد منزل کا نہ عنایت قرب منزل کی
یہی آخر ہوا دل میں تمنا رہائی دل کی
وگرہ آرزو تھی کس مزد و دشمن کو سائل کی
دراز گینیاں تو دیکھنا اس نقش باطل کی
خبر دیتی ہو خود میتابی دل قرب منزل کی
نظر پڑتی ہے اس پر ہر طرف سے اہل محفل کی
غزل کی شکل میں ہوتی ہو رشتہ گفتگو دلی

آنکھیں کے لو

بصر کی جملہ خرابیوں کو گھر بیٹھے دور کر لو مت خیال کرو کہ کم نظری بعید نظری کمزوری نظر کا علاج
صرف چشمہ ہی ہے۔ یا یہ کہ موتیا بند پڑاں، آشوب رو۔ سرخی دھند پھولا ناخونہ سیل وغیرہ وغیرہ کو چھڑ پھاڑ
جرحی آپریشن یا اندونی و بیرونی ادویات کی زحمت کے صحت نہیں ہو سکتی۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ آلہ اکیٹا
آنکھوں کی تمام علوہ امراض کا اکیٹا کامیاب مستقبل قدرتی طریقہ علاج ہے۔ آنکھوں کو قدرتی حالت میں لانا
اور رکھنے کے واسطے اس کی بہتر علاج اور کوئی نہیں قیمت فی آلہ صرف ۵۰ روپے علاوہ خرچ محصولہ اک وغیرہ
مقرر ہے مفصل حالات بتانے والی کتاب موسومہ پر وقیر ولس صاحب کار سالہ امراض معقول سندات
بحوالہ اخبار کے پر مفت ہر ایک شخص کو ارسال ہوتی ہے انسان کو نسیاں کام میں ضروری لاحق ہوتا ہے
مطلب کی بات جلد بھول جاتی ہے ابھی خط لکھ دو۔

جناب چودھری منشی دھرم صاحب برادر فوٹو گرافر تلمیذ جناب یاتس

نہ انیوں آنسو بہا سے خون کو تلوار قاتل کی
زکوۃ حسن بوسہ دو یہی ہو آرزو دل کی
قسم ہر سخت جانی تجھ کو اُسکے دست باز کی
درم ہر داغ دل آنسو میں تی لعل بخت دل
سنگھاؤ غمخیز ہر وقت اُسکی زلف مشکیں کا
یہ مقتل بزم ہو وہ تثنیہ لباقی ہو قاتل
جو وہ شجر کلفت نکلا تو پہنچو سر کلفت تم بھی

عجب کچھ دلگداز و دلکش حالت ہو بس کی
گروہ پر خندا پوری تہا اپنے سائل کی
نہ وقت قتل نہ موت سے کہیں شفیق قاتل کی
جست میں ہی سہلے دیکھتے ہوئے حاصل کی
پہی تدبیر ہے چارہ گرد بیمار غافل کی
بجھا دے جلد آپ تیغ کو اب پیاس بس کی
چلو برادر چلو سیر دیکھیں کوئے قاتل کی

جناب راضی زبیری ماہر وادی

کبھی جو وہ نہیں تو ہم سنائیں اسناں دل کی
تھم ل بھی تو ہم میں صبر بھی کرتے ہیں سختی پر
بہار قلب اک رشک قمر کا ہے حب لو فغانہ
کبھی کے ناز و شوق کس کھو یا دلتے ہیں
ہر راقص بھی اُن کے لئے گویا تاشہ ہے
بڑھتا ہے شوق میرا جا کے اب انکے قافلے
سوار کشتی طوفان کا وہ ڈوبنا اچھا
خدا ہی جانے اس بخش کا کیا انجام ہونا
نشان ناقہ ریلوئی اگر محبوں کو مل جاتا

نہایت نے ہی کی کشمکش کی سختی کی
صفت اسکا سوراخ اور کیا انسان کامل کی
ذراک تو صیغ کیا کرتا ہے عہدہ کامل کی
نگلوں پر دیکھتے ہیں جب کبھی شورش ضلوع کی
وہ کہتے ہیں ٹرپ ہم بھی ذرا دیکھیں گے بس کی
الہی خبر چوٹیں اڑتی ہیں یہ مفتابل کی
کہ منت سر پہ ہو اُس کے سبکداز ساحل کی
ہوئی ہو ترک اب تو رسم بھی رسل برائل کی
تو پھر عالم میں یہ شہرت کبھی ہوتی نہ محمل کی
میں محفل کی

جناب مولوی غفور بخش صاحب شیدا ہیڈ ماسٹر انجمن ہدایت الاسلام لاہور

یہی ہر دم دعا ہے ہر دہان زخم بسل کی
کروں عرض تمنا کیوں میں اپنی بات کیوں
مرد لے آہ ہاں لے سوز دل اتنا اثر دکھلا
تمہیں ہو دعا اس کا تمہیں سو مانگتا ہو وہ
خدا وہ دن کرے سیراب ہوں میں اس کو پانی کو
ترا حرف تسلی تھا کہ نشر تھا کہ جاو و تھا
پھر نیگے جب ہمارے دن ہم وہ خود بلا لیں گے
یہ ان کی مہربانی ہو یہ میری نصیبی ہے
نوید موسم گل سے بھی جی اب خوش نہیں ہوتا
وہ کیوں اٹھے رکو در سو وہ کیوں جا کہاں جا
یہ اچھی دوستی تے بنا ہی اپنے شیدا سے

خدا رکھے اسے کیا بات ہو شمشیر قاتل کی
کبھی مانی ہو جواب مان لو گے تم مری دل کی
ہی ہو ان کے دل کی بھی جو حالت ہو مری دل کی
نہیں پوری کرو گے آرزوئیں اپنے سائل کی
چمکتی ہو مری آنکھوں میں بجلی تیغ قاتل کی
بڑھادیں اور بھی بیتابیاں حد سو سواد لگی
ضرورت کچھ نہیں تقدیر کے آگے وسائل کی
مجھے سکتہ ہو اور وہ پوچھتے ہیں آرزو دل کی
قفس میں رہو رہو ٹنگیں مٹ گئیں دل کی
کر لگی یہ گوارا کب حیت تیرے سائل کی
قیامت کی سٹادیں سب میدان بکھتم دل کی

جناب منشی محمد اسماعیل صاحب طاہر ننگینوی

عبار آسا اڑائے پھرتی ہے وشت مجھ دل کی
نہ جائے یا الہی تاقیامت یہ طیش دل کی
نکلنے کو تو خلیگی کسی دن آرزو دل کی
الہی موت آئے یا کہ جائے بکلی دل کی
تجلی وادی امین ہو لے موسیٰ لگی دل کی
تجھے معلوم کیا ہے لذت عشق بستیاں و غلط

بگولابن کے جاتا ہوں گلی میں اپنے قاتل کی
نشانی سینہ سوزاں میں ہو یہ میری قاتل کی
ستم تو ڈھارہی ہے بیرخانی آج قاتل کی
کوئی صورت تو پیدا ہو ساری حل مشکل کی
حقیقت کیا ہو سوز دل کے آگے شمع محفل کی
کوئی جنوں سے پوچھے منزلت لیلی سے محفل کی

غزور حسن یاں تم کو اجازت گر نہیں دیتا
 انہیں ہر عشق گل میں بھی شمار روئے زیبا ہوں
 بہ بحر عشق بے پایاں دل افگندیم بسم اللہ
 خدا جانے جنوں میں بکے ہوں آج میں کیا کیا
 ہجوم آرزو ہے شوق وصل دید و لبس میں
 صبا جا کر در روضہ پہ اتنا عرض کر دینا
 بلائے تیری صدقے لپٹے دیوانہ کو یثرب میں
 تمہیں کہتے ہو لا تہر تہیں اغماز کرتے ہو
 تصدق روئے انور کے چھپا لو اپنے دامن میں
 زہے اے شورِ غم تو سمعہ محبوب تک پہنچا
 خدا شاہد غلام سید السادات ہے طائر

مری جاں حشر میں تو تم سنو گے اپنے بسمل کی
 چلو اب خوب گذریگی ہماری اور عناد کی
 خدا ہی آبرور رکھے تو رکھے جذب کامل کی
 یہ دیوانہ کی بڑے یا تعلیٰ مرد عاقل کی
 بلائیں لیتی ہیں نظریں کسی لیلیٰ کی محفل کی
 خبر لیجئے خدا را یا نبی گم کردہ منزل کی
 کٹے کچھ تو مصیبت کچھ تو نکلیں حسرتیں کی
 نکلنے کیوں نہیں دیتے ہو حسرت اپنی سائل کی
 روئے پاک مجھ کو بھی اڑھادو تم منزل کی
 خوشائے آہ کیا اچھی رسائی تو نے حاصل کی
 خدا نے جس کی خاطر آیۃ تطہیر نازل کی

جناب منشی احمد حسین صاحب قمر بریلوی تلمیذ جناب میخود دہلوی جانشین داغ

نہ چھوڑیگا مجھے نیت کہے دیتی ہر قاتل کی
 اٹھا لو آئینہ آؤ ادھر رخ سے نقاب الٹو
 وہ کانپے ہاتھ آئینہ گرا وہ لیجے غش آیا
 جو آئینہ میں ہر تیری طرح مغرور ہو وہ بھی
 جسے دیکھو وہ ہی دشمن نظر آتا ہے مجنوں کا
 تمہیں تو کیا کہوں واعظ تمہاری عقل پر رو
 ترے قانون کی کب تھی جارہ گرد و ناگی میری

خطائے ضبط دل جرم و فاسد اور شامل کی
 دکھا دیں لاؤ اک تصویر تم کو حسن کامل کی
 وہ دل پر چوٹ کھائی اپنے مد مقابل کی
 ذرا سنبھلے ہوؤ رہنا یہ چوٹیں ہیں مقابل کی
 عبا و دشت پردہ دریاں کرتا ہے فحل کی
 کہیں حوریں بھی ہوتی ہوگی اس شکل شامل کی
 محبت ہو گئی ہر خود مرے دل کو سلاسل کی

نہ جان جائی جو وہ بدو بر بیجا
ذرا بچے ہوئے دیکھو تماشا تم ترپنے کا
قمر کے نقش پا کا بھی پتہ دیتا نہیں صحرا

بھو دیا سے صوری ساریں مریں کی
مٹوا ب دو رنگ آئینگی پھینٹیں خونِ بھل کی
اگلی ٹھی ٹھکانے کیب کہیں گم گردہ مٹر کی

جناب شوکت حسین صاحب مفتوں اٹا وہ

اچھتی کچھ گلے پر جب پڑی تلوار تامل کی
تعب کیا پچھا ور جان کہ عشاق کرتے ہیں
کیا گھر سب سے صد چاک میں ہو کس کے ناوک سے
نہیں خالی اثر جاتا ہی پروانوں کے جلنے کا
نہیں ممکن اثر ہو کچھ نہ میری بفراری کا
گرفتار بلائے دام گیسوئے مسلسل ہے
بلا لیں آپ شرب میں شہا اب اپنی مفتوں کو

نگاہ یاس نکلتی رہ گئی حسرت سے بھل کی
بلا میں جب فضا لیتی ہے تیغ دست قاتل کی
کسی پہلو سے جاتی ہی نہیں یارب کھٹکے ٹکی
جلا کرتی ہو دل ہی دل میں شب بھر معضل کی
انہیں لے آئیگی خود دیکھنا مجھ تک کشش دلی
ترے دیوانہ کو حاجت نہیں طوق و سلاسل کی
یہی میری تمنا ہی یہی ہے آرزو دل کی

جناب مولوی حمید الدین صاحب خیر حسینی ازبہاول

یکوں ٹھو تماشا ہو نگاہ ناز و تامل کی
پسند آئی ہو جسے شکل اُس نے ہر تامل کی
تم ہی پر بس نظر پڑتی ہے سب کی بزمِ خواب میں
گلے مٹی ہیں پھولوں ہو نہیں کچھ خوف کا نوں کا
ستار زیادہ نہ ظالم درد مند ان محبت کو
مجھے ہے جذب الفت دعا کہ تجھے ہی پہنچا دو
خدا نگ ناز کے آتے ہی اہل چل چلگیں سب میں
مجھے ڈر ہے کہیں اب فتنہ محشر نہ برپا ہو

پسند آئی ہیں کیا اُس کو ادائیں قص بھل کی
ہوئی حالت خراب اس وقت سے ہوم مریں کی
خدا رکھے تمہاری دم سے ہی رونق ہو محفل کی
یہ شوق وصل میں جاں بازیان دیکھو عناول کی
کہ پرتا شیر ہوتی ہے دعا مظلوم کے دل کی
جھٹکتا پھر رہا ہوں راہ میں بھولا ہوں منزل کی
گلے ل لے رخصت ہو رہی ہیں حسرتیں دلی
نظر دلی ہوئی ہو آج اُس سفاک قاتل کی

کلام عیسیٰ طرح

پر کرتے کو لگی ہیں قنخیاں دیوار پر

جناب منشی ظہور الحسن خاں صاحب اظہر شاگرد جناب بر باد مراد آبادی

ہنس کے کہتا ہوں دہانِ جسم تن ہر وار پر
جب کہا فقروں میں رکھتے ہو تو یوں ہنس کر کہا
روز ہے کیسا تمہیں یہ شکوہ دروِ جگر
خرمن ہستی مری کیا برقِ غم نے پھونک دی
باغباں یہ بھی شکوفہ خالی از علت نہیں
غیر کا کہنا کبھی ٹلتا نہیں ملتا نہیں
جھ کو فردے قیامت پر بھی ٹالو غم نہیں
میری چاہت نے اے مشہورِ عالم کر دیا
دیکھے سنگامِ کشتن کیا نئے سامان ہیں
حشر اٹھتا ہر وہ جب جاتا ہے بزمِ غیر میں
ایک دو باتیں بنا کر اُس کو راضی کر لیا

لاکھ سرِ صدقے کردن قاتلِ تری تلوار پر
یہ وہ فقرے ہیں کہ چلتے ہیں ہر اک ہشیار پر
ہو گئے ہو تم بھی شہید کیا کسی عیار پر
بجلیاں اک دن گریں گی خانہِ اغیار پر
رکھ دیے ہیں آج منہ ساری گلوں کے خار پر
میں کہوں گر کچھ تو آمادہ ہوں وہ تکرار پر
زیست ہو میری تمہارے روز کے اقرار پر
اشتہارِ عشق چسپاں ہیں دروِ دیوار پر
تیر پر ہے تیر اور تلوار ہے تلوار پر
فتنے ہوتے ہیں تصدقِ یار کی رفتار پر
خوب چمکے چلیں اظہر بت عیار پر

جناب مولوی غفور بخش صاحب شیدا ہیڈ ماسٹر مدرسہ انجمن ہدایۃ الاسلام لاہور

مے جھک کر اگر یہ تیغِ قاتل کی تمنا ہے
گلے اُس سے مے یہ تیغِ قاتل کی تمنا ہے
کیا ہے قیدے صیادِ ظالم موسمِ گل میں
لگاؤ ہاتھ لے قاتل کہ دل کا حوصلہ نکلے

تو بسم اللہ کیا کہنا یہی دل کی تمنا ہے
کرے وہ جان کو قرباں یہ سہل کی تمنا ہے
ملائی خاک میں تو نے عناد دل کی تمنا ہے
اس اوچھے واسے بچپنِ سہل کی تمنا ہے

جنابِ خضر سے بھی ملقت اصلاً نہیں ہوتا
 نہیں کرتا توجہ کوئی بچاری کے رونے پر
 بنے تو شمع محفل اہل محفل تیرے پروانے
 نہ آنکھوں سے نہاں ہو تم نہ پہلو سے جدا ہو تم
 نہ آئے آبرو پر حرف یہ ہے عقل کی خواہش
 وہ کہتا ہے گا خود کاٹ لو اور نام ہو میرا
 دم آخر ہو اس کا نام لب پر دل میں یاد شکی
 انہیں خواہش بلائے وہ مجھو ارمان خودائیں
 سمجھ لو سورج لو تم دبیں مطلب اپنی شیدا کا

انہیں معلوم کیا گم کردہ منزل کی تمنا ہے
 کوئی پرساں نہیں کیا شمع محفل کی تمنا ہے
 یہی سب اہل محفل اور محفل کی تمنا ہے
 یہی آنکھوں کی خواہش ہے یہی دل کی تمنا ہے
 ذلیل و خوار ہو یہ عشق کامل کی تمنا ہے
 زمانہ سے زالی میرے قاتل کی تمنا ہے
 یہی ہو آرزو دل کی یہی دل کی تمنا ہے
 نہ جائے بات جذب لب لعل کی تمنا ہے
 تجاہل سے نہ پوچھو کیا ترے دل کی تمنا ہے

عالیجناب پرنس نوشیرواں جاہ بہادر عساکر از گلگتہ

عالی

نہیں یہ خاکِ پالے قاتل بے پیر چٹکی میں
 اٹھائی جب مصور نے تری تصویر چٹکی میں
 مسل ڈالے ہیں تو نے سیکڑوں دل آن لادیں
 قیامت کی کشش ہے لے پری گفزار میں تیری
 لگی اک آگ سینہ میں پھنکا دل شک کے ماری
 عروج آہ سے میری ہوئے ہیں اس قدر خائف
 افادہ غش سے ہوتے ہی ہوئی پیغمبری حاصل
 توجہ گرد را بھی ہو تجھے لے غیرت عینی
 قیامت کی ادا سے آئے ہیں وہ قتل عادل کو

چلے ہم لے کے کوچہ سے تری اکسیر چٹکی میں
 مثال شمع پیدا ہو گئی تصویر چٹکی میں
 کہاں سو آئی یہ طاقت بت بے پیر چٹکی میں
 مقابل جو ہوا اس کو کیا تخییر چٹکی میں
 چلا مانی لے جب یار کی تصویر چٹکی میں
 ملک بھٹکے ہوئے ہیں عرش کی زنجیر چٹکی میں
 پھری کیا حضرت موسیٰ کی بھی تقدیر چٹکی میں
 مری صحت کی ہو جائے ابھی تدبیر چٹکی میں
 کہاں ہو دوش پر تر کش کمر میں تدبیر چٹکی میں

جنابِ شہزادہ رفیع محی خاں (ساز رفیع) قاتلِ گنجی، کو در زخمِ سنجہ، اہلِ دہلی، تلمذِ مولانا، لودھی

خامشی آٹھ پھر کیوں یہ رہا کرتی ہے
 ہائے کس وقت وہ آئے ہیں عیادت کیلئے
 پھر تو آرام سے سونا مجھے حاصل ہوگا
 خاک تھا خاک میں بلجی کے نہوتا کیوں خاک
 اب نہ وہ مجھ پہ کرم نہ عنایت کی نگاہ
 تجھ کو چھوڑینگے سلامت نہ کبھی نالہ دل
 اے رفیق آتے نہ ہرگز کبھی راولپنڈی

کس لئے اپنے میا خستہ پن چھوڑ دیا
 جب مری روح نے گھبرا کے بدن چھوڑ دیا
 میں نے گر عشق بت سیم بدن چھوڑ دیا
 جسم لاغری پس مرگ کفن چھوڑ دیا
 دفعتاً تو نے تولے عہد شمس چھوڑ دیا
 گر مری آہ نے اے چرخ کہن چھوڑ دیا
 ہم نے بے مہری گردوں کو وطن چھوڑ دیا

جناب منشی ممتاز حسین صاحب ممتاز شاہ بھانپوری مقیم پونہ ازبزم سخن راولپنڈی

صرف اپنے دل بیتاب کے بہلانے کو
 شہر میں چین نہیں ملتا ہے دیوانے کو
 رخت ہستی نہ کرے چاک کہیں وحشت میں
 رشتہ زلف مسلسل میں تو جکڑا ہر مجھے
 ہے بقارہ محبت میں فنا ہو حبا نا
 شمع کی آتش الفت نے جلا کر کیا خاک
 غمگسار اور تو کوئی بھی نہیں فرقت میں
 میری جان آپ کو اللہ سلامت

جاتا ہوں کوچہ قاتل کی ہوا کھانے کو
 جا کے آباد کرے گا کسی ویرانے کو
 رشتہ زلف سے کس دستبند دیوانے کو
 کس لئے آئے ہیں پھر بڑا مہینا
 زندگی کہتے ہیں اس طرے سے مرجانے کو
 ایک لمحہ بھی نہ جیہ دیا پروانے کو
 یا درد تیرا دل میرا بہلانے کو
 مرنے دو ان کو جو ہیں آپ پہ مرجانے کو
 خاک میں مل کے ملا اوچ یہ دیوانے کو
 جلد آجائے جو کہتی ہے قصا آنے کو
 اب کوئی دق سے ذقت کی ملا آنے کو

دوش پر باز بہار،
 روئے رنج و اہم سے مراقصہ ہو پاک
 وصل کہ مشعر ممتاز خشتہ سے گزری

ہماری طرح سے یہ عمر وہ تم کو بھی کر دیگا
 نہوگی مگر تو چشم مست ساقی مست کر دیگی
 زمانہ جانتا ہر بت ہوا کرتے ہیں پتھر کے
 ملے دم بھر میں پیدا ہو کے طفل اشک ٹپتی
 یہ باتیں پیار کی کرتے ہو کیوں میدان محشر میں
 جو ان کو ہر باں پا کر کہا دیدار کب ہو گا
 فلک ظالم پرانا اور تم ہونا زمین کم سن
 ہوئے ہیں جتنے صدی ہجری میں سب بھول جاؤں گا
 جناب ہجر سے فخر تلمذ مجھ کو حاصل ہے

ہمارا دل اڑا کر دل ہی دلیں شادماں کیوں ہو
 کوئی مے کے لہو منت کش پیرمیاں کیوں ہو
 کوئی آگاہ ہو کر مائل حسن بتاں کیوں ہو
 جوانی جس کی قسمت میں نہو پھر وہ جوان کیوں ہو
 مجھے اس بات کی حیرت ہے ایسے ہر باں کیوں ہو
 کہا ناداں ہوا ہے عرصہ محشر یہاں کیوں ہو
 مگر جو روح جفا میں ہم خیال آساں کیوں ہو
 اگر وہ مجھ سے اتنا پوچھ لینگے ناتواں کیوں ہو
 جدا اس رنگ سے عابد مرا طرزیباں کیوں ہو

جناب بابو عبدالرشید صاحبک پشاور سی اے ایم مکن صدر اولپنڈی

ترے دل میں کہاں سے آگئی تاثیر پتھر کی
 خدا کا گہر بنا ناہر توں کو دل میں رکھتا ہوں
 بتو! دو ہی جگہ ہیں ایک کعبہ ایک میرا دل
 ہمارے صاف دل میں جم گیا نقشہ کسی بت کا
 مرے مرقد پہ آئے اور چو مانگ تربت کو
 بہت کی جہہ پائی پر مٹا لکھا نہ قسمت کا
 نصیبوں میں ہماری برگ بس پتھر ہی پتھر ہیں

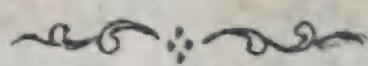
دہن نازک، دباں نازک مگر تقریر پتھر کی
 یہ سننا ہوں کہ نچتہ ہوتی ہے تعمیر پتھر کی
 جہاں پر حصے بڑھ کر ہوتی ہو تو قیر پتھر کی
 اتر آئی ہو آئینہ میں یہ تصویر پتھر کی
 زہر قسمت زہر طالع زہر تقدیر پتھر کی
 میری تحریر پیشانی بھی ہو پتھر پتھر کی
 ملی ہو آج دیکھو طرح بھی بے پیر پتھر کی

اقتدار الاشعار { ایک علمی ادبی ماہوار رسالہ جس میں مضامین نظم و نثر حیدر علی خان صاحب
 و نظرائف، دنیپ و گائیڈنگ، نظم و نثر، حیات و نظم و نثر، شائع ہوتے ہیں
 باوجود گرانی کا غزیت صرف ایک روپیہ چار آنے سالانہ نمونہ کا پرچہ ایک آنے کے ٹکٹ کے پر مطلقاً رواں ہوگا

شریعت و طریقت

جناب قاضی محمود الحسن صاحب محمود اسرائیلی کوٹہ

ہو کے آزرده شریعت نے طریقت سے کہا
موجب فخر تھی میرے لئے ہستی تیری
شاخ پر گل کی طرح خامہ گلرین مرا
ظلمت جہل کو تنویر "ترا تا نفس"
مرے انجسام میں آغاز چھلکتا تھا ترا
کیوں ترے طرز تغافل کی نہوں شکوہ گزار
طالب "مزد" نہ تھی ہمت عالی تیری
نکبت غنچہ توحید کی آتی تھی مہاکب
اب نہ وہ کرختی و جیلانی و شبلی و جنید
اب نہ وہ بزم نہ وہ شمع شبستان باقی
ہمتیں پست ہوئیں تیرے طلبگاروں کی
رنگ کھلانے لگی نفس پرستی کی ہوس
آہ جس دین نے انسان کو آزاد کیا
آہ جس دین نے دی حسی خلق کو باطل سے نجات
ڈالی اس دین میں اصنام پرستی کی بنا
تجھ سے تھی گرمی ہنگامہ بازار مشہود
مایہ ناز تھا مذہب کے لئے تیرا وجود
تیرے ہی ذوق سے اک عمر رہا سر بسجود
بستر مکنوں کو ترانقش قدم "باب کشود"
یعنی تھی غارہ رخسار مرا تیری نمود
کہ ہوا جاتا ہوں وہ رشتہ الفت مفقود
صرف مقصود حقیقی ہی تھا تیرا مقصود
تیری محفل میں کہاں تھا اثر عبود و عود
اب نہ ادبم کوئی باقی نہ نظم عامی موجود
نہ وہ ساقی نہ وہ ساغر نہ وہ دور مسعود
ہو گیا ذوق عمل صورت عنقا مفقود
طبع آزاد ہوئی مائل او ہام بنود
آہ اس دین میں آتی ہیں نظر آج قیود
آہ جس دین نے کہیں شرک کی راہیں مسدود
آہ اس دین میں پچنے لگے لاکھوں معبود!!



گوش عبرت سے سن کے طریقت آخر
آب گفتار سے دھوئے لگی یوں داغ جمود

ہیں نے قصیدہ درایتاں کو کیا مستحکم
سقف دیں کے لئے قوت مری پر شکل عمود
استفادہ جو کریں بحر کرم سے میرے
گوہراں دوزموں اب بھی وہ مثال محمود

طالب نعل و گہر نیت و گرنہ خورشید

ہمچناں در عمل معدن و کان است کہ بود

تصویر خیال یعنی تواریخ احسن

ہمارے نزدیک شاعر کے واسطے کامل تاریخ گوہر نا ضروری نہیں۔ مگر وہ بھی کیا شاعر جو
اتحاد ہونے کے حروف اور ان کے اعداد مقررہ تک سے واقف نہ ہو۔

شعرا کو اکثر تاریخ ولادت، وفات تعمیر مسجد و بنائے چاہ وغیرہ اور تاریخی نام نکالنے کی
ضرورت واقع ہوتی ہے اہل سخن ہو کر جو اتنا کام بھی انجام نہ دی سکے اُس کو بجائے شاعر کے
تک بند کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا۔

”در حقیقت فن تاریخ بمصداق ”تاریخ بر نیامد تاریخ بر نیاید“ نہایت مشکل فن ہے اس کے
جمع صنائع و بدائع پر کما حقہ عبور حاصل کرنا معمولی کام نہیں ”شبہا خون طگر کردن“ کوہ
کندن و گاہ بر آوردن“ کا مضمون پیش آتا ہے۔

اس میدان میں قدم رکھنا بڑی سہیلی اور ذہین طبیعت والوں کا کام ہے سلف کے
ذی کمال مورخوں نے وہ نمایاں کارنامے دکھائے ہیں کہ آج دنیا و شاعری میں جسکی نظیر نہیں ملتی
تاہم اس آخری دور کے ان جگر پاروں میں جو ہمارے شہر کے کیتا تاریخ گو اور مشہور شاعر جناب
مولانا مرزا محمد طاہر بیگ صاحب طاہر کی خوبی ذہن کا نتیجہ ہیں کچھ کچھ جہلک مارتی ہی باوجود قید
ان فصاحت اور زبان کا رنگ ٹپک رہا ہے۔ ذیل کی غزل مرزا صاحب نے بر طرح۔

جس کے مارچ ہجری برآمد ہوئی ہر جس کا مشاعرہ ریاست بھوپال میں بزرگمرانی عالیجناب
 منشی محمد عبدالقیوم صاحب نواب و مکرمی سید منور علی صاحب اختر و مخدوم منشی محمد عبدالحلیم
 صاحب مہیل ۱۱۔ اپریل ۱۸۸۰ء کو ہوگا تحریر فرمائی ہے۔ یہیں امید ہے کہ نکتہ سزاوار باب سخن
 ان جواہر افکار کی قدر کرتے ہوئے مرزا صاحب کی دماغ سوزی اور جگر کاوی کی داد دینگے دائیٹر

مدہوش پی کے اب تری میخوار ہو گئے ^{۱۸} _{۶۱۹} جامے نشاط سے سرشار ہو گئے ^{۳۶} _{۱۳}

مانگا تھا دل کو برسر پیکار ہو گئے ^{۲۳} _{۱۳} اتنی سی بات کہہ کر گنہگار ہو گئے ^{۳۶} _{۱۳}

دل کے عوصن میں جو کئی گالیاں ملیں ^{۳۶} _{۱۳} اُن سے سوال کر کے خطا وار ہو گئے ^{۳۶} _{۱۳}

بگڑا کسی کا کیا گلِ رُخنا کے عشق میں ^{۳۶} _{۱۳} رسوا ہیں آج ہاں یہیں خوار ہو گئے ^{۲۵} _{۱۳}

ذکرِ رقیب بھی کوئی گالی تھی کیا کہیں ^{۲۳} _{۱۳} ایک بات تھی وہ درجے آزار ہو گئے ^{۳۶} _{۱۳}

جو ہر مارے دل ہی کہ بازارِ عشق میں ^{۲۵} _{۱۳} جملہ حسینِ دل کے خریدار ہو گئے ^{۳۶} _{۱۳}

محفلِ سواپنی تم نہ اڑھٹھاؤا جی ہمیں ^{۱۲۳} _{۱۳} اک شوقِ یو جو حاضر دربار ہو گئے ^{۱۸} _{۶۱۹}

اے دلِ کرم کی کس سے توقع کرے کوئی ^{۲۴} _{۱۳} ناشاداب تو یار بھی عیار ہو گئے ^{۲۵} _{۱۳}

لو آج کل سے اور پریشاں ہیں شیخ جی ^{۱۸} _{۶۱۹} وہ کیا اسیرِ گیسوئے حنہ دار ہو گئے ^{۲۵} _{۱۳}

جو آگے زباں پہ مضا میں ہی لے اٹھے ^{۲۳} _{۱۳} بے شبہ و لپیڑ وہ اشعار ہو گئے ^{۳۶} _{۱۳}

طاہر کو اب خدا نے مویخ بنا دیا یہ مشغلہ عجب ہے کہ بیکار ہو گئے

یہ امر مسلمہ ہے کہ دشوار ترین صنائع و بدائع تاریخ میں صنعت زبر و بنیات ہر مورخ اس
 صنعت میں تاریخ لکھنا باعث فخر و کمال سمجھتے ہیں۔ ہماری نظر سے چند تاریخیں اس صنعت میں
 گذریں مگر نہایت پیچیدہ اور بلیغ جن کے سمجھنے میں وقت واقع ہوئی ہے اس صنعت میں اردو
 تاریخ لکھنا مشکل اور نہایت مشکل ہے اس میدان کو ہمارے مکرّم محترم جناب مرزا احمد شاہ بیگ
 صاحب جو ہر مراد آبادی نے طے کیا ہے اور اپنے استاد مورخ لاٹانی منشی انوار حسین تسلیم سہبانی
 مرحوم کی وفات کی دو قابل قدر تاریخیں لکھی ہیں۔ بعد حضرت جوہر کے مرزا طاہر بیگ صاحب اپنی
 پر زور طبع کی جولانی دکھائی ہے اور اپنے استاد حضرت مولانا مولوی سید فرید احمد صاحب و فاضل
 اشیاء کی وفات حسرت آیات میں تقریباً تیس تاریخیں لکھی ہیں اس سہر میں ہم صرف ان
 دو تاریخوں میں سے ایک تاریخ جو آپ نے زبر و بنیات میں نکالی ہے اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش
 کرتے ہیں۔ باوجود صعب ترین دشواریوں کے تاریخ کی صفائی محتاج بیاں نہیں۔ مگر افسوس
 ہے کہ زبانہ کی کایا پلٹ ہو گئی دنیا سے قدر دانی اٹھ گئی۔

طریقہ استخراج یہ ہے کہ مادہ تاریخ کے اسمائے حروف کو لفظی صورت مثلاً (الف باجیم) کی
 صورت میں لکھنے سے سراسم حروف کو زبر اور مابقی کی بنیات کہتے ہیں
 اس صفت میں اعداد سراسمائے حروف یعنی زبر سے علیحدہ تاریخ نکلتی ہے اور مابقی
 یعنی بنیات سے علیحدہ جیسا کہ تاریخ ذیل کی تشریح سے معلوم ہوگا۔

سید فرید احمد کیا اٹھے اس جہان سے	ملک سخن کا گویا اک بادشاہ اٹھا
لکھ زبر و بنیہ میں طاہر یہ سال صلت	سچا و فاسا شاعر دنیا سے آہ اٹھا

۱۳۳۱ م زبر ۱۳۳۱ بنیات

۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰
۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳
۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳

۳۱ ۱۳ ۳۱
ما بقی حصہ مینات کے اعداد کو جمع کیا

۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳
۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳
۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳

۳۱ ۱۳ ۳۱ مینات

نوٹ :- حضرت مولانا دفا خلد آشتیاں ۱۳۳۱ھ میں رہ گئے جنت الفردوس ہوئے ہیں۔

مرزا صاحب کارنگ خصوصی

ہم اور شوق دید میں بیمار ہو گئے
نام خدا جوان ہو دن میں بہار کے
عشق عدو نے آپ کو مجھ سا بنا دیا
سوزِ اہم سے لقمہِ زخم میں دل جو بگر
ہر دم نئی خلش ہو گلبر میں نئی کھٹک
تصویرِ یار ساتھ عدو کے غضبِ کینچی
وزنی بہار شوقِ راقی تسل گاہ میں
نالے کئے جو سحر کی شبِ م نکل گیا
دکھلائی آپ تیغ نے بحرِ فنا کی راہ
گرا نکھ تھی تو دیکھتے موسیٰ جمال حسن
یہ کیا کہ محو عکسِ رخ یار ہو گئے

جس دن سے بند روزِ دیوار ہو گئے
جو بن نکھر رہا ہے طر حصار ہو گئے
اتنی سزا ملی کہ وفادار ہو گئے
جل بھن کے یہ کباب عزیزِ یار ہو گئے
گلاب سے زخمِ دل کے لئے خار ہو گئے
دشمن تھی پہلے دو مگر اب چار ہو گئے
سزِ ذریعہ کر کے سبکبار ہو گئے
ہم سو رہے وہ خواب سے بیدار ہو گئے
اچھا ملا یہ گھاٹ کہ ہم پار ہو گئے
یہ کیا کہ محو عکسِ رخ یار ہو گئے

اس دورِ آخری میں تو ہم خوار ہو گئے نذر بلائے نکت و ادبار ہو گئے
کابل وجودیوں نے تہی دست کر دیا حالت سے خود عیاں ہے کہ نادار ہو گئے

جس دن سی پاؤں کھا ہر دنیا کی عشق میں حرام نصیب تو وہ افکار ہو گئے
اب ہم سر کام عشق کے دفتر میں ہو چکا انجام کا یہ ہے کہ بیکار ہو گئے

دل میں کچھ ایسا جوش تعلق ہے موج زن جذبات حشر خیز نمودار ہو گئے
ثابت قدم ہیں راہ طلب میں ہر سی پاؤں ایسے جمو کہ نقطہ پر کار ہو گئے
زخموں کا رنگ اپنے نکلےاں سے نو چھئے وہ کیا گلہ کر نیگے نمک خوار ہو گئے

قید جفا میں آہ اسیران با ونا
مجبور اس قدر ہیں کہ لاچار ہو گئے

جناب خورشید محمد خاں صاحب خورشید رامپوری

جب و فور سوز سے منہ کو کلیجہ آگیا	جوشِ گریہ آنکھ سے اشکوں کا مینہ برس گیا
آشیاں کی یاد نے تنگے مجھے چنوا دیئے	کوئی تنکا اڑ کے جب میری قفس تک آ گیا
شامِ فرقت کا نمونہ بن گئی صبح وصال	روشنی ہوتے ہی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
سامنا اس تند خو کا تھا قصدا کا سامنا	مرونی چھائی، بدن کا پنا، پسینہ آ گیا
اشکباری سے بڑھی لگی مرے افسردگی	مینہ بہنے سے یہ غنچہ اور بھی کھلا گیا
حضرتِ ناصح کوئی قصہ کہو جو دل لگے	اس نصیحت کو تو سنتے سنتے ہی اکتا گیا
مٹ گیا لطفِ سخن - برعم ہوئی بزمِ کلام	داغ کے ہمراہ فنِ شعر کا چرچا گیا

ہماری سجدہ گہ غیروں کا سنگِ ستاں کیوں ہو
ہر اک صنعت بتاتی ہے کہ صانع ہر کوئی اس کا
وہ گلزارِ تمنا جس کو خود قدرت نے سینچا ہو
بیانِ قربِ شہِ رگ سے فقط تنبیہ مقصد ہے
زمانہ کیوں نہ ہو اخترِ صیب حق کا شیدائی

ترا دیوانہ ہو کر خواہشِ باغِ جناب کیوں ہو
دلیلِ ذات واجب پہ نہ یہ کون مکیاں کیوں ہو
ہوئے ناموافقِ کردہ پامالِ خزان کیوں ہو
وگرنہ نورِ ذاتِ پاک پابندِ مکیاں کیوں ہو
خدا چاہی جسے پروہ نہ محبوبِ جہاں کیوں ہو

اخبارِ ہفتہ میں دوبارہ

نمونہ مفت

یہ دینی اخلاقی سیاسی اور وقتی ضرورتوں کے مضامین کا ذخیرہ، خبروں کا مجموعہ، قوم اور اسلام اور ملک کا سچا خادم، رسولِ کرم کی یاد تازہ کرنی والا، جذباتِ عشقِ خدا و نبی کی افزائش کرنے والا گورنٹ کا خیر خواہ، نہایت آہٹ تاب کیساتھ صاف اور خوشخط شہرِ بجنور سے شائع ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ سے ہشت شاہی ہے۔
سہ ماہی نما، نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہوگا۔

اگر آپ نے اب تک ملاحظہ نہیں فرمایا تو آپ اس کو دیکھ کر انیسویں کریں گے کہ اب تک کیوں نہیں دیکھا تھا کیونکہ اخبارِ تحلیل کے ہفتہ جنگ کو دیکھنے کی ضرورت تلم اخبار میں تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ یہ ہفتہ دار اخبارِ بجنور صوبہ متحدہ کے نکلتا ہے قیمت پیشگی تین روپیہ سالانہ ہے۔

المشاہد
مجید حسن مالک و منیجر اخبارِ مدینہ بجنور

اخبارِ پھول لاہور

یہ اخبار ہر ہفتہ بچوں کے لیے سلیس و سہل عبارت میں دنیا کی خبریں، سبق آموز قصے مفید معلومات شائع کرتا ہے جن کو بچے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں قیمت سالانہ ہے۔
پتہ: منیجر اخبارِ پھول لاہور

جم روزنامہ بھور کلکتہ

اپنی تمام اخباری خصوصیتوں کے ساتھ حریتِ معاشرت کے علمبردار جناب قاضی محمد عبدالغفار صاحب (جن کے پرغوش قلم کی رفتار کو بہرہ ور، ترجمان اور صدا میں پبلک دیکھ چکی ہے) کی ادبیری میں شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ مقرر ہے۔

منیجر صاحب بھور اکو لوٹو کلکتہ

سے طلب فرمائیے

آہ! جاڑے کی وہ لمبی راتیں جو لقرس، عرق النساء و جمع مفاصل والوں کے لئے قیامت کی راتیں ہو کر گذرتی ہیں۔ درد کے حملے تین بجے دن سے شروع ہو کر اگلے دن قبل دوپہر تک غضب کی شدت سے جاری رہتے ہیں۔ موسم کی شدت بڑے بڑے کارگر لیپوں کی نہیں چلنی دیتی مریض کا گھر بھر اٹکٹھی اور کونکلوں کے شغل میں رات دن گزارتا ہے۔ مگر درد کی موجیں ہیں کہ بلا کا طوفان دل و جگر پر برپا کرتی ہیں۔ اس مریض کے دکھیاں و اس وقت کو غنیمت جانو آج کل مسامات کھلے ہوئے ہیں ہر طرح کی لیپ اور مالش خوب اثر کرنے کو ایسے موسم میں مہیا کر لو تو کُل جاڑے بھر سکھ سے رہو گے۔

رستم ثانی

رستم میں کیا خصوصیت تھی کہ وہ رستم ہوا۔ مارجیت تو قسمت کی ہے۔ اصلی چیز ہاتھ۔ پاؤں رگ پٹھے اور جوڑ بند کی درستی ہے اکھاڑے میں لڑنے سے ضرور آفت آتی ہے کہیں پہنچا اتر گیا۔ ایڑی میں موج آگئی پٹھا بھڑک گیا۔ دس بیس دن تک پلنگ پر سوار رہے اور پہلو انوں میں منہی اڑی۔ مزا اس بات کا ہو کہ شام کو تو جسم میں کوئی خرابی آئی رات پھر جس طرح رستم اپنی نوشدارو اور مہرے کے استعمال سے چاق اور چوبند ہو جاتا تھا تم بھی یونہی لگے دن اکھاڑے میں اترنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ صنم کے استعمال سے ہو سکتا ہو جو ہاتھ پاؤں کی خرابیوں کو رفع کرنے میں اس زمانہ کا مہرہ رستم و مالش اور حرکت استعمال کا رستہ شش کے ہمراہ موتا سے قیمت فی شش بیہ تین ششی ہے

طاقت دوبارہ واپس اسی ہے

جواب نوالہ

وہ طاقت جسکے بغیر لطف زندگی حاصل نہیں ہوتا اور انسان کوئی ترقی نہیں کر سکتا یہ گولیاں اس کمی کو پورا کرتی ہیں اور جسم میں حیرت انگیز طاقت کا اضافہ کرتی ہیں۔ ان کی قوت سے تمام غذائیں ہضم ہو کر جزو بدن ہوتی ہیں اور خون صالح بنتا ہے۔ اگر آپ عفلت میں قوتِ مردانہ ضائع کر چکے ہیں اور مادہ تولید میں نقص آگیا ہے۔ ہاضمہ خراب ہے جسم میں خون کم ہے یا عام کمزوریوں کی جست و چالاک اور مضبوط نہیں ہیں تو ضرور ان گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ انتہا درجہ کی مقوی باہ اور مقوی معدہ ہیں۔ مولد خون ہیں۔ دماغ کو قوت دیتی ہیں۔ جریان رقت۔ کثرتِ احتلام۔ دائمی قطن وغیرہ بہت سی بیماریوں کو دور کرتی ہیں مفصل کیفیت فہرست میں ملاحظہ فرمائیے اور فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

قیمت فی کبس ۸۰ محمولہ ڈاک ۴۰ تین کبس معہ محمولہ ڈاک ۱۰۰

المشہور

مینجر ہائی یونانی دواخانہ میرٹھ

دست فاب دیدن

نعمتوں کا طلافی حال

اس کتاب کے ذریعہ ہر شخص اور عورت بیکسول دل چاہی قسم کے عمدہ لذیذ کھانے اور منٹھائیاں مربے اچار چٹنیاں وغیرہ بنا سکتی ہیں اور کسی حلوئی نان بانی کی خوشامدی ضرورت نہیں ہے۔ لاجواب کتاب دو بار بھیجی ہے۔

اور ہاتھوں اچھے فروخت ہو رہی ہے ایک صفحہ قیمت مجلد کتاب مع محصول ۱۱ روپے جلدی کرو دیتے ہیں۔ ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔
عورتوں اور بچوں کی تمام اندرونی و بیرونی بیماریوں کی تشریح مع تصاویر غلات یونانی و ڈاکٹری حمل کے متعلق عجیب و غریب صدائے مخفی ٹوٹے اور فقیر چٹکے جن پر صرف کوڑیاں صرف ہوں اور اشرفی کا کام دیں دایوں کی سہری کا بہترین ذریعہ قیمت ۱۱ روپے

۲ روپے

نوجوانوں کی بیماریاں نامردی، جربان، سوزاک، آتشک، بواسیر، ٹھنڈا دتیرہ کی تشریح اور ان کا علاج وید، یونانی، ڈاکٹری تینوں طریق پر بتایا ہے کئی سو عجیب نسخے طلاء کشتہ جات الیے درج ہیں جو صرف چند پیسوں میں طیار کرد

طیب خلوت

اور ثواب حاصل کرو۔ قیمت ایک روپیہ تین آنے (عمر) ہے۔
بلند استاد انگریزی پڑھنا لکھنا بولنا سکھانے والی کتاب گھر بچوں کا سی بیاتیت حاصل کرو۔
اس میں ہر حکم کے کئی ہزار الفاظ بولچال کے فقرے اور ہزار محاورے چھپی وغیرہ لکھنے کے قواعد لفظوں کی گردان ہر موقع کے متعلق گفتگو کے فقرے تیسری بار بھیجی قیمت ۱۱ روپے

۳ روپے

یہ کتاب مشہور گسائیں سو امی دیال جی ایس وائی سمرائز کی تصنیف کردہ ہے اس میں علم تصوف اور سحریم کے متعلق نہایت مفصل بحث ہے جو لوگ علم الہی کا شوق رکھتے ہیں یا اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو ضرور یہ کتاب مطالعہ کرنی چاہئے ملک کی قدر دانی کی وجہ سے چھٹی مرتبہ چھپی ہے۔ بات تصویر ہے حجم دو صفحہ قیمت مجلد ایک روپیہ پانچ آنے (عمر) ہے۔

خزانہ کرامات

ایک سو ماسی چھینے والا رسالہ ہے جو ہر خاص و عام کو مفت ملتا ہے فوراً ایک پیسہ کا کارڈ بھیج کر مفت طلب کرو۔

رہنمائے تجارت

بانع باغیہ لگانے والوں کو ضرور۔ اس میں ہر قسم کی ترکاریوں میوہ دار درختوں اور ہر قسم کی پہلواری پیدا کرنے کے طریقے بونے کا موسم اور بہت سی مفید باتیں درج ہیں تاکہ ہر شخص باغبانی کے عام اصول اور بھیدوں سے مستفید ہو سکے اور باغبان کی خوشامدی سے بچے۔ حجم ۲، صفحہ قیمت مجلد مع محصول گیارہ آنے۔ (۱۱ روپے)

رہنمائے باغبان

دولت پیدا کرنا انسانی فرض ہے اور دولت بغیر تجارت کے پیدا ہونی مشکل ہے نوجوانان ملک کو تجارت کی باقاعدہ تعلیم دینی کی غرض سے مذکورہ کتاب مرتب کی گئی ہے کہ کس طرح ایک مزدور

زینت التجارت

کر دیتی بن سکتا ہے۔ تجارت کے فوائد اور تجارت کی برکتیں۔ تجارت کے اصول۔ کامیابی کے راز تجارتی خط کتابت اور تجارتی حساب کتاب۔ لین دین، بھی کھاتہ۔ جملہ رجسٹروں کے متعلق نقشہ جات جو صلہ بڑھانے والی نظم من ہشتہار بازی اور کلید تجارت۔ دکانداری کے اصول کہاں تک نہیں کتاب کیا ہو نئی معلومات کا خزانہ ہے۔

